ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جولائی 2021ء - ذوالقعدة 1442ھ (جلد 18 شمارہ 11)

جلد 18 شمارہ 11

جولائی 2021ء - ذوالقعدۃ 1442ھ

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ .... 35 روپے
سالانہ .... 400 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 400 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..................نااہل حکمرانوں کے لیے وبال...........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط16)....اللہ کی طرف سے ''مباہلہ'' کی دعوت.......// // 6

درسِ حدیث .... موجودہ زمانہ میں خلوت کے چند

خطرناک گناہ (دوسری وآخری قسط)............................// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..// // 24

شکریہ ادا کرنے کی عادت ڈالیے....................................مولانا شعیب احمد 32

ماہِ ربیع الآخر: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.........مولانا طارق محمود 35

علم کے مینار:...........امت کے علماء وفقہاء (قسط5)........مفتی غلام بلال 37

تذکرۂ اولیاء:....................عمر رضی اللہ عنہ کا نظامِ حکومت........مولانا محمد ریحان 41

پیارے بچو!.........................فٹ بال کا کھیل........................// // 44

بزمِ خواتین ....رضاعت میں خواتین کے اختیارات........مفتی طلحہ مدثر 46

آپ کے دینی مسائل کا حل...''عمل بالحدیث'' کا حکم (قسط5)...ادارہ 54

کیا آپ جانتے ہیں؟................. عیدُ الفطر 1442ھ کے

چاند پر اختلاف کا قضیہ...مفتی محمد رضوان 74

عبرت کدہ .. قومِ فرعون پر آنے والے مختلف عذاب (حصہ پنجم)......مولانا طارق محمود 82

طب وصحت....چاولوں کے بارے میں بعض غیر مستند روایات...حکیم مفتی محمد ناصر 86

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...........................// // 89

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 90

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

نااہل حکمرانوں کے لیے وبال

آج کے دور میں مسلمانوں میں یہ مرض بہت بڑھ گیا ہے کہ بڑے بڑے عہدوں کے حاصل ہونے کی فکراور جدوجہد کی جاتی ہے،اوراس مقصد کے لیے رشوت اور نہ جانے کیا کیا جائز وناجائز تدابیر اختیار کی جاتی ہیں،سیاسی وحکومتی عہدوں کو''حلوابے دودھ''سمجھ کران پر فائز ہونے کو بڑی کامیابی خیال کیا جاتا ہے،اوراسلام نے اس طرح کے عہدوں کو جتنا نازک اور ذمہ داری کا منصب قرار دیا ہے،اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی،اسلام میں حکومت وحکمرانی کے عہدہ کی بڑی اہمیت ونزاکت بیان کی گئی ہے،اوراس ذمہ داری وعہدہ سے ڈرایا اورخوف دلایا گیا ہے،اگر بحیثیتِ مسلمان کے اسلام کی طرف سے بیان کردہ تعلیمات کو ملاحظہ کرلیا جائے،تو مسلمانوں کا وہ طرزِ عمل نہ رہے،جو ذکرکیا گیا۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ، وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ(بخاری،رقم الحدیث ۷۱۴۸)

ترجمہ:عنقریب تم امارت (وحکومت) کے حریص ہوگے اور یہ(امارت وحکومت) عنقریب قیامت کے دن ندامت ہوگی(بخاری)

ایک اورحدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ وُلِيَ الْقَضَاءَ، أَوْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ (سنن الترمذی،رقم الحدیث ۱۳۲۵)

ترجمہ:جس کو قضاء(وحکمرانی) کا عہدہ دے دیا گیا،یالوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا(حکمران) بنادیا گیا،تووہ بغیر چُھری کے ذبح کردیا گیا(ترمذی)

حکومت کے عہدہ کے ملنے کو بغیر چُھری کے ذبح کئے جانے سے اس لیے تعبیر کیا گیا،کیونکہ اس عہدہ

پرآنے کے بعد ہزاروں، لاکھوں افراد کے حقوق کی ادائیگی اوران کے درمیان عدل وانصاف کا قائم رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے، قدم قدم پر حق تلفی، ظلم وستم، ناحق طرفداری اور جانب داری کے خطرات پیش آتے ہیں، اور یہ ایک طرح سے روحانی موت اور بغیر چُھری کے ذبح ہوجانا ہے۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

مَا مِنْ أَمِيرِ عَشَرَةٍ إِلَّا يُؤْتٰى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْلُوْلًا، لَا يَفُكُّهُ إِلَّا الْعَدْلُ، أَوْ يُوبِقُهُ الْجَوْرُ (مسند احمد، رقم الحديث ٩٥٧٣)

ترجمہ: جوآدمی بھی دس آدمیوں کا ولی (حکمران وحاکم) بنا، تو اسے (اللہ کے پاس) قیامت کے دن طوق پہنا کر لایا جائے گا، جسے اس کا عدل (وانصاف) ہی کھول سکے گا، یا پھراس کا ظلم وجوراس کو ہلاک کروادے گا (مسند احمد)

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَلِي أَمْرَ عَشَرَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلَّا أَتَى اللّٰهَ مَغْلُوْلًا، يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدُهُ إِلٰى عُنُقِهِ فَكَّهُ بِرُّهُ أَوْ أَوْبَقَهُ إِثْمُهُ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَأَوْسَطُهَا نَدَامَةٌ وَآخِرُهَا خِزْيٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٣٠٠)

ترجمہ: جوآدمی بھی دس آدمیوں یا اس سے زیادہ کا ولی (حکمران وحاکم) بنا، تو وہ اللہ کے پاس قیامت کے دن اس حال میں طوق پہن کر آئے گا کہ جس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا، جسے اس کی نیکی (اور عدل وانصاف) ہی کھول سکے گی، ورنہ اس کے گناہ اسے ہلاک کردیں گے، حکومت کا آغاز ملامت سے ہوتا ہے، اور اس کا درمیان ندامت ہے، اور اس کا اختتام قیامت کے دن رُسوائی پر ہوگا (مسند احمد)

مذکورہ احادیث میں دس آدمیوں کا ذکر بطورِ مثال کے ہے، اور اس میں حکمرانوں کے علاوہ سرکاری اداروں میں مقرر افسران وملازمین کو بھی شامل کرنا مقصود ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

مَنِ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا عَلٰى قَوْمٍ وَفِي تِلْكَ الْعِصَابَةِ مَنْ هُوَ أَرْضَى اللّٰهَ مِنْهُ

www.idaraghufran.org

فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَخَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَانَ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ(السنة لابنِ ابی عاصم،رقم الحدیث ۱۴۶۲)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی قوم کا وزیر مقرر کیا،اور اُس جماعت میں اُس آدمی سے زیادہ اللہ کا پسندیدہ بندہ تھا،تو اس نے اللہ کے ساتھ خیانت کی، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خیانت کی، اور تمام مسلمانوں کے ساتھ بھی خیانت کی (ابن ابی عاصم،طبرانی)

معلوم ہوا کہ وزیر اور مشیر ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہئے جو ان لوگوں میں اللہ کا زیادہ پسندیدہ ہو،اور پسندیدہ ہونے میں قوی، باہمت اور امانت دار اور اس شعبہ کا واقف کار ہونا یہ سب چیزیں داخل ہیں،اور اس کی مخالفت کرنا درحقیقت اللہ،اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت وبددیانتی میں داخل ہے۔

لیکن آج نااہل وزیروں کو مقرر کرنے میں بہت سخت خیانت کا ارتکاب کیا جاتا ہے،اور عوامی حقوق کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں۔

ہمارے ملک میں حکومتی وسیاسی عہدوں پر فائز نااہل حکمرانوں کی ایک طویل فہرست ہے،جس کو شمار کرنا ہی مشکل ہے،اور یہ سلسلہ کسی جگہ رکتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔

اس لیے کسی حکومتی وسیاسی عہدہ پر فائز ہونے والے ہر مسلمان کو اپنی ذمہ داریوں کی نزاکتوں پر غور کرلینا چاہیے۔اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام

”ماہِ ذی الحجہ“ سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات

ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ،شبِ عید،عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل،اور موجودہ دور میں پائے جانے والے منکرات وبدعات۔

مصنف:مفتی محمد رضوان

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط16، آیت نمبر61تا64)　　　　مفتی محمد رضوان

اللہ کی طرف سے ’’مباہلہ‘‘ کی دعوت

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا
وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ
اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (61)اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ
وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (62)فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ
(63)قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ
وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (64)

(سورۃ آلِ عمران، رقم الآیات ۶۱ الٰی ۶۴)

ترجمہ: پس جو جھگڑا کرے آپ سے اس (عیسیٰ کے بارے) میں، اس کے بعد کہ آ گیا آپ کے پاس علم، تو کہہ دیجیے آپ کہ آ ؤتم، بلالیں ہم اپنے بیٹوں کو، اور تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو، اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم خود (بھی آئیں) اور تم خود (بھی آؤ) پھر مباہلہ کریں ہم، پھر ڈالیں ہم اللہ کی لعنت، جھوٹوں پر (61) بے شک یہ یقیناً ہے حق قصہ، اور نہیں ہے کوئی معبود، اللہ کے علاوہ، اور بے شک اللہ یقینی طور پر وہی عزیز ہے، حکیم ہے (62) پھر اگر پھر جائیں وہ، تو بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے ،فساد کرنے والوں کو (63) کہہ دیجیے آپ کہ اے اہلِ کتاب! آ ؤتم ایسے کلمہ کی طرف، جو برابر ہے، ہمارے اور تمہارے درمیان، یہ کہ نہ عبادت کریں ہم سوائے اللہ کے، اور نہ شریک کریں ہم اس (اللہ) کے ساتھ کسی چیز کو، اور نہ بنائیں ہم میں سے بعض، بعض کو رب سوائے اللہ کے، پھر اگر پھر جائیں وہ، تو کہہ دو تم کہ گواہ رہو تم کہ بے شک ہم مسلمان ہیں (64) (سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

اس سے پہلی آیات میں حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا گیا تھا، اور حضرت عیسیٰ کی طرف نسبت کرنے والے عیسائیوں کو حقیقتِ حال سے آگاہ کر کے شرک سے بچنے کی دعوت دی گئی تھی۔

اب مذکورہ آیات میں اس حقیقت کا انکار کرنے، اور اس سلسلے میں کٹ حجتی کرنے والوں کو ''مباہلہ'' کی دعوت دی گئی ہے۔

اور حضرت عیسیٰ کو اللہ کا شریک بنانے والوں کو بتلایا گیا کہ اگر تم حضرت عیسیٰ سے متعلق اسلام کے فیصلے کو قبول نہیں کرتے، اور اوپر سے اس پر کٹ حجتی کرتے ہو، اور ''مباہلہ'' بھی کرنا چاہتے ہو، تو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس ''مباہلہ وملاعنہ'' میں کوئی عذر نہیں ''مباہلہ'' کی تفصیل آگے آتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق جو قصہ اور خبر تم کو دی گئی، یہ حق اور سچ ہے، بلاشبہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں، اللہ بہت زبردست قوت وطاقت والا اور نہایت حکمت والا ہے، نہ تو اس کو کوئی اپنا شریک بنانے کی ضرورت وحاجت ہے، اور نہ ہی اس کا کوئی کام حکمت سے خالی ہے، اور حکمت والے کاموں میں حضرت عیسیٰ کی باپ کے بغیر عجیب طریقہ سے پیدائش اور ان کا زندہ آسمان پر اٹھالیے جانا، اور قیامت سے پہلے دوبارہ نازل کرنا، سب کچھ داخل ہے۔

اور اگر یہ لوگ پھر بھی اللہ بر حق کی حق اور سچ بات کو نہ مانیں، تو اللہ کو فساد کرنے والوں کا خوب علم ہے، وہ ان کو سخت سزا دے گا۔

پھر اگلی آیت میں واضح فرمایا کہ اے اہلِ کتاب! تم غلط روِش پر کیوں چلتے ہو، اور اوپر سے کٹ حجتی کیوں کرتے ہو، سیدھے سادے اس ایک مختصر بات کی طرف آجاؤ، جس کے حق ہونے پر تمہارا اور مسلمانوں کا اتفاق ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو معبود نہ بنائیں، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں، اور آپس میں ایک دوسرے کو اللہ کے مقابلہ میں رب اور صاحبِ اختیار نہ بنائیں۔

www.idaraghufran.org

اور پھر بھی اگر یہ اس مشترک بات کو تسلیم نہ کریں، تو ان سے بحث کرنا فضول ہے، آپ یہ کہہ دیں کہ اگر یہ بات تم نہیں مانتے، تو ہم تو مانتے ہیں، ہم مسلمان ہیں، اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ''روم'' کے بادشاہ ''ہرقل'' کو تحریری طور پر اسلام کی دعوت دی تھی، تو بھی یہی مضمون تحریر فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تحریری دعوت کا یہ مضمون روایت ہے کہ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ: سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيسِيِّينَ "وَ"يَا أَهْلَ الكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ" (صحيح البخاري، رقم الحديث ٧، كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم؟)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ! یہ خط محمد، اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے، روم کے بڑے (یعنی بادشاہ) ''ہرقل'' کی جانب ہے، سلامتی ہو اس شخص پر، جو راہ ہدایت کی پیروی کرے، امابعد! بے شک میں تم کو اسلام کے بلاوے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ، تم سلامتی حاصل کرلو گے، اور اللہ تم کو دوہرا اجر عطاء فرمائے گا، اور اگر تم اعراض کرو گے، تو تم پر ان سب لوگوں کا وبال ہوگا، جو تمہاری رعایا ہیں، اور'' اے اہلِ کتاب! آؤ تم ایسے کلمہ کی طرف، جو برابر ہے، ہمارے اور تمہارے درمیان، یہ کہ نہ عبادت کریں ہم سوائے اللہ کے، اور نہ شریک کریں ہم اس (اللہ) کے ساتھ کسی چیز کو، اور نہ بنائیں ہم میں سے بعض، بعض کو رب سوائے اللہ کے، پھر اگر پھر جائیں وہ، تو کہہ دو تم کہ گواہ رہو تم کہ بے شک ہم مسلمان ہیں'' (بخاری)

www.idaraghufran.org

جہاں تک مباہلہ کا تعلق ہے، تو ''مباہلہ'' میں دونوں طرف کے لوگ کسی واقعہ کے حق وباطل کے متعلق ہونے والے تنازع واختلاف کے موقع پر اللہ سے جھوٹے شخص پر لعنت کی دعاء کرتے ہیں، اس لیے ''مباہلہ'' کو ''ملاعنہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

بعض احادیث وروایات میں آیاتِ مباہلہ کے متعلق کچھ تفصیل آئی ہے۔

چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ، صَاحِبَا نَجْرَانَ، إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ أَنْ يُّلَاعِنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: لَا تَفْعَلْ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ، وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا، قَالَا: إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا، وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا، وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا. فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، فَاسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (بخاری، رقم الحديث ۳۴۸۰)

ترجمہ: نجران (نام کے علاقہ) کے دوسردار ''عاقب'' اور ''سید'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مباہلہ کرنے آئے، تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مباہلہ مت کرو، اللہ کی قسم! اگر وہ نبی ہوئے، اور ہم نے مباہلہ کیا، تو ہم اور ہمارے بعد ہماری اولاد کبھی فلاح نہیں پا سکتے (اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ کرنے سے باز رہے) پھر ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہم سے جو (جزیہ وغیرہ) طلب فرمائیں گے، ہم وہ آپ کو ادا کریں گے، اور آپ ہمارے ساتھ ایک ''امین'' آدمی کو بھیج دیجئے اور ہمارے ساتھ صرف ''امین'' آدمی کو ہی بھیجئے (کسی خائن کو نہ بھیجئے، جو ہم سے جزیہ وصول کرکے پوری امانت کے ساتھ آپ کے پاس پہنچادے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ

www.idaraghufran.org

ہوئے، اور فرمایا کہ اے ابوعبیدہ بن جراح! آپ کھڑے ہو جاؤ، پھر جب وہ کھڑے ہو گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس امت کے ''امین'' ہیں (لہٰذا تم ان کو جزیہ وصول کرنے کے لیے اپنے ساتھ لے جاؤ) (بخاری)

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ، قَالَ :وَأَرَادَا أَنْ يُلَاعِنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ :لَا تُلَاعِنْهُ، فَوَاللهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَعَنَّا، -قَالَ خَلَفٌ :فَلَاعَنَّا -لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا أَبَدًا، قَالَ :فَأَتَيَاهُ، فَقَالَا :لَا نُلَاعِنُكَ، وَلَكِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَ، فَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، حَقَّ أَمِينٍ "، قَالَ :فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ، قَالَ : فَقَالَ " :قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ "، قَالَ :فَلَمَّا قَفَّا،قَالَ " :هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ (مسنداحمد، رقم الحديث ۳۹۳۰) [1]

ترجمہ: نجران (کے علاقہ) سے ایک مرتبہ عاقب اور سید نامی دو آدمی آئے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے کے ارادے سے آئے تھے، ان میں سے ایک شخص دوسرے سے کہنے لگا کہ ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے مباہلہ (اور ملاعنہ) مت کرو، کیونکہ اگر یہ واقعی نبی ہوئے اور انہوں نے ہمارے ساتھ ملاعنہ کر کے ہم پر لعنت بھیج دی، تو ہم اور ہماری نسل کبھی کامیاب نہ ہو سکے گی، چنانچہ وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے، ہم آپ کو وہ دینے کے لیے تیار ہیں جس کا آپ، مطالبہ کرتے ہیں (یعنی جزیہ) بس آپ ہمارے ساتھ کسی امانت دار آدمی کو بھیج دیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایسے امانت دار آدمی کو بھیجوں گا، جو واقعی امین کہلانے کا حق دار ہوگا، یہ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده من طريق أسود صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے (کہ وہ کون شخص ہوسکتا ہے) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ بن جراح! کھڑے ہو جاؤ (اور ان کے ساتھ جاؤ) جب وہ دونوں واپس جانے لگے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (یعنی ابوعبیدہ بن جراح) اس امت کے امین ہیں (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ وَفْدَ نَجْرَانَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا :مَا تَقُولُ فِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ؟ فَقَالَ :هُوَ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ وَعَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ،قَالُوا لَهُ :هَلْ لَكَ أَنْ نُلَاعِنَكَ أَنَّهُ لَيْسَ كَذَلِكَ؟ قَالَ :وَذَاكَ أَحَبُّ إِلَيْكُمْ؟ قَالُوا :نَعَمْ .قَالَ :فَإِذَا شِئْتُمْ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَعَ وَلَدَهُ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَالَ رَئِيسُهُمْ :لَا تُلَاعِنُوا هَذَا الرَّجُلَ فَوَاللَّهِ لَئِنْ لَاعَنْتُمُوهُ لَيُخْسَفَنَّ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ .فَجَاءُوا فَقَالُوا :يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّمَا أَرَادَ أَنْ يُلَاعِنَكَ سُفَهَاؤُنَا وَإِنَّا نُحِبُّ أَنْ تُعْفِيَنَا قَالَ :قَدْ أَعْفَيْتُكُمْ ثُمَّ قَالَ :إِنَّ الْعَذَابَ قَدْ أَظَلَّ نَجْرَانَ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۴۱۵۷) [1]

ترجمہ: ''نجران'' کا ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ آپ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (یعنی عیسیٰ بن مریم) روح ہے، اللہ کی طرف سے، اور اللہ کا کلمہ ہے، اور اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے، اہلِ نجران نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ اس بات پر راضی ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ اس بات پر ''ملاعنہ'' کریں کہ عیسیٰ اس طرح نہیں ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ بات تمہیں پسند ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم چاہو، تو ایسا کرلو، پھر نبی صلی اللہ

---

[1] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "
وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

علیہ وسلم تشریف لائے، اور اپنے بچے اور ''حسن اور حسین'' کو جمع کیا، تو اہلِ نجران کے رئیس نے کہا کہ تم ان (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملاعنہ مت کرو، اللہ کی قسم اگر تم ان سے ملاعنہ کرو گے، تو دونوں فریقین میں سے ایک کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پھر اہلِ نجران آئے اور کہا کہ اے ابوالقاسم! ہمارے بعض بے وقوفوں نے آپ سے ملاعنہ کا ارادہ کیا ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں معاف فرمادیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو معاف کردیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک عذاب نے نجران پر سایہ کرلیا تھا (حاکم)

آج کل ''نجران'' کا علاقہ ''سعودی مملکت'' کا حصہ ہے، اس زمانے میں ''نجران'' کے علاقہ میں عیسائی آباد تھے، اور ان کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، حضرت عیسٰی کے متعلق بیان کردہ نظریہ کے متعلق ''مباہلہ وملاعنہ'' کرنا چاہتے تھے، لیکن وہ ڈر کر مباہلہ کرنے سے رک گئے، اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ''مباہلہ وملاعنہ'' کر بیٹھتے، تو ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوجاتا، اور وہ ہلاک ہوجاتے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أَبُو جَهْلٍ :لَـئِنْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ، لَآتِيَنَّهُ حَتَّى أَطَأَ عَـلَى عُنُقِهِ، قَالَ :فَقَالَ " :لَـوْ فَـعَـلَ، لَأَخَـذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا، وَلَوْ أَنَّ الْيَهُودَ تَمَنَّوُا الْمَوْتَ، لَمَاتُوا، وَرَأَوْا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ، وَلَوْ خَرَجَ الَّذِينَ يُبَـاهِـلُـونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَرَجَعُوا لَا يَجِدُونَ مَالًا وَلَا أَهْلًا (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٢٢٢٥)[1]

ترجمہ: ایک مرتبہ ابوجہل کہنے لگا کہ اگر میں نے رسول اللہ کو خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، تو میں ان کے پاس پہنچ کر ان کی گردن مسل دوں گا، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرنے کے لئے آگے بڑھتا، تو فرشتے سب

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:صحیح(حاشیۃ مسند احمد)

کی نگاہوں کے سامنے اسے پکڑ لیتے، اور اگر یہودی (اللہ کی دعوت کے بعد) موت کی تمنا کرتے تو وہ مرجاتے، اور انہیں جہنم میں ان کا ٹھکانہ دکھادیا جاتا، اور اگر وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے کے لئے آئے تھے، مباہلہ کرنے کی غرض سے نکلتے، تو وہ اس حال میں لوٹ کر جاتے کہ اپنے مال ودولت اور اہلِ خانہ میں سے کسی کو نہ پاتے (مسند احمد)

یعنی ان پر اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوجاتا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ :يَا رَسُولَ اللهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ :ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ:"فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ" دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ :اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي (مسلم، رقم الحدیث ۲۴۰۴"۳۲")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، آپ نے کسی غزوہ میں جاتے ہوئے حضرت علی کو اپنے پیچھے مدینہ منورہ میں چھوڑا، تو حضرت علی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جارہے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ (اے علی!) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا مقام میرے ہاں اس طرح ہو، جس طرح کہ حضرت ہارون کا مقام حضرت موسیٰ کے ہاں تھا؟ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کل میں ایک ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا کہ جو اللہ اوراس کے رسول سے محبت کرتا ہو، اور اللہ اوراس کا رسول بھی اس سے محبت کرتا ہو، راوی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر ہم اس انتظار میں رہے کہ ایسا خوش نصیب کون ہوگا؟) تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس علی کو بلاؤ ،ان کو بلایا گیا ،تو اِن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں، تو آپ نے اپنا لعابِ دہن ان کی آنکھوں پر لگایا، اور عَلَم (یعنی جھنڈا) ان کو عطا فرمادیا، تو اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی۔

اور جب (سورہ آلِ عمران کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ ’’فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ ‘‘ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا، اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو اپنا اہلِ بیت قرار دیا، ہم ان کو آپ کا اہلِ بیت مانتے ہیں، لیکن ازواجِ مطہرات اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جو فضائل معتبر احادیث میں آئے ہیں، ان کو بھی مانتے ہیں، نہ کسی کے درجہ وعہدہ کو کم کرتے ،اور نہ زیادہ کرتے ، برخلاف اہلِ تشیع کے کہ وہ افراط اور تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطاءفرمائے۔ آمین۔

یہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ ’’مباہلہ‘‘ کا اصل مقصود، تنازع کا خاتمہ ہے کہ ’’مباہلہ‘‘ کے بعد ہر ایک فریق اپنے اپنے موقف پر قائم رہتا ہے، اوران میں سے جھوٹا شخص اپنے آپ کو اللہ کے غضب کا مستحق بنالیتا ہے۔ اللہ کے نبی سے ’’مباہلہ‘‘ کرنے کا معاملہ تو الگ ہے، لیکن اگر کسی دوسرے انسان کے ساتھ ’’مباہلہ‘‘ کیا جائے، تو ضروری نہیں کہ ’’مباہلہ‘‘ کے بعد جھوٹے شخص پر، دنیا میں ضرور کوئی وبال نازل ہو، اگرچہ اس کا سخت خطرہ ہوتا ہے، البتہ بعض اوقات اللہ کی طرف سے کسی پر وبال اور عذاب نازل کرنے میں کسی حکمت کی وجہ سے تاخیر کردی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

جلد 1
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 2
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقت الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیة وفقهیة حول تحدید مواقیت الصلاة.
(4)...کیفیةُ التحقق من صحة مواقیت الصلاة فی التقاویم.
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 3
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَةُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَةِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7
علمی و تحقیقی رسائل
متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 9
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...تمباکونوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 10
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبة
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 15
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
(2)...سابِّ رسول کی سزاء وتوبہ
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 16
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...جمعہ کے لیے جلدی جانے کی فضیلت کا وقت
(2)...اذانِ جمعہ پر سعی کی تحقیق
(3)...بروز جمعہ، نمازِ جمعہ وظہر کے مخصوص مسئلہ کی تحقیق
(4)...جمعہ میں اذنِ عام وحاکم کی تحقیق
(5)...تعددِ جمعہ واذنِ عام کی حقیقت
مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث — مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

موجودہ زمانہ میں خلوت کے چند خطرناک گناہ (دوسری وآخری قسط)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ یَّأْخُذُ مِنِّی خَمْسَ خِصَالٍ فَیَعْمَلُ بِہِنَّ، أَوْ یُعَلِّمُہُنَّ مَنْ یَّعْمَلُ بِہِنَّ؟قَالَ:قُلْتُ أَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ:فَأَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّہُنَّ فِیْہَا،ثُمَّ قَالَ:اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ أَغْنَی النَّاسِ، وَأَحْسِنْ إِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُکْثِرِ الضَّحِکَ، فَإِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحدیث ۸۰۹۵)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون آدمی ہے، جو مجھ سے پانچ باتیں حاصل کرے، اوران پرعمل کرے، یا کم ازکم (ان پانچ چیزوں کو) کسی شخص کو بتادے، جوان پرعمل کرے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں یہ کام کروں گا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میراہاتھ پکڑااوران پانچ چیزوں کوشمار کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک تو حرام کاموں سے بچو، اس کی وجہ سے تم سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔

دوسرے اللہ کی تقسیم پرراضی رہو، تم سب سے بڑے غنی ومالدار بن جاؤ گے۔

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: حدیث جید، وھذا إسناد ضعیف لجھالۃ أبی طارق -وھو السعدی البصری والحسن -وھو البصری -لم یسمع من أبی ھریرۃ شیئاً (حاشیۃ مسند احمد)

تیسرے اپنے پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، تم مومن بن جاؤ گے۔

چوتھے تم لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کرو، جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو، تو تم مسلمان بن جاؤ گے۔

اور پانچویں تم زیادہ مت ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے (مسند احمد)

بعض دوسری روایات میں بھی ان پانچ اعمال کا دوسرے الفاظ میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، كُنْ وَرِعًا تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَكُنْ قَنِعًا تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَأَقِلَّ الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۴۲۱۷) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! ایک تو تم تورع و پرہیز گاری اختیار کرو، اس کے نتیجے میں تم سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے، اور دوسرے تم قناعت (یعنی حرص وطمع اور لالچ سے پرہیز) اختیار کرو، تو تم لوگوں میں سب سے زیادہ شکر گزار بن جاؤ گے، اور تیسرے تم لوگوں کے لیے اسی چیز کو پسند کرو، جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، تو تم مومن بن جاؤ گے، اور چوتھے تم اپنے پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، تو تم مسلمان بن جاؤ گے، اور پانچویں تم کم ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے (سنن ابن ماجہ)

مذکورہ احادیث و روایات میں جن پانچ اعمال کا ذکر ہے، موجودہ دور میں ان کی بڑی کمی پائی جاتی ہے، بلکہ بعض دین دار لوگوں میں بھی ان اعمال میں بہت کمزوری پائی جاتی ہے۔

چنانچہ اولاً تو بعض گناہ اور حرام کام، ایسے عام ہو گئے ہیں، جن میں بہت سے نیک لوگ اور عبادت

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن، والنهي عن الضحک منه صحيح، وهذا إسناد رجاله ثقات إلا أن أبا رجاء -واسمه محرز بن عبد الله- ومكحول موصوفان بالتدليس، وقد روياه بالعنعنة (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

گزار بھی مبتلا ہو چکے ہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔

دوسرے مال ودولت کی حرص اور لالچ بھی بہت سے نیک لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گیا ہے، جو ہمہ وقت لوگوں سے پیسے بٹورنے میں لگے رہتے ہیں اور اس کے لیے طرح طرح کے حیلے اور تدبیریں اختیار کرتے ہیں، ان کی حرص وہوس کبھی پوری نہیں ہوتی، عیش وعشرت کے اسباب کی بھر مار ہے، بعض بڑے بڑے بزرگ، مشائخ اور پیر بھی لینڈ لارڈز والا، اور شاہانہ انداز اختیار کیے ہوئے ہیں، پھر بھی قناعت نہیں۔

تیسرے اپنے پڑوسیوں، ہم نشینوں، تعلق داروں کے ساتھ قطع تعلقی اور بداخلاقی بھی عام ہو چکی ہے، تحاسد، تباغض اور کینہ کپٹ کی بھر مار ہے۔

چوتھے اپنے لیے بڑے بڑے آداب و القاب پسند کرتے ہیں، اپنی بزرگیت اور عقیدت کے دوسروں سے خواہش مند ومتلاشی ہیں، اور اپنے مقابلے میں دوسروں کی پگڑیاں اور عزتیں اچھالتے ہیں، ان کی تحقیر وتذلیل کرتے ہیں، یہاں تک کہ ذرا ذرا سی باتوں پر دوسروں پر لعنت و ملامت کرنا اور کفر وزندیق وغیرہ کے فتوے صادر کرنا ایک مشغلہ بن کر رہ گیا ہے۔

اور پانچویں ہنسی مذاق بھی بہت عام ہو گیا ہے، استہزاء وتمسخر بہت پھیل گیا ہے، اور یہ چیزیں خلوت میں بیٹھ کر فیس بک کے ذریعے عام ہو رہی ہیں، جو انتہائی بداخلاقی میں داخل ہیں۔

جبکہ اسلام میں حسنِ اخلاق پر بہت زور دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟قَالُوْا: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: خِيَارُكُمْ أَطْوَلُكُمْ أَعْمَارًا، وَأَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا (مسند احمد، رقم الحديث ٩٢٣٥) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے بہترین لوگ کون ہیں؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول

[1] قال شعيب الارنؤوط:صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل محمد بن إسحاق(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

بے شک (ضرور بتلایئے) رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو تم میں لمبی عمروں والے اور اچھے اخلاق والے ہوں (مسند احمد)

جب لمبی عمر کے ساتھ اچھے اخلاق کا استعمال ہوتا ہے، تو یقیناً نامۂ اعمال میں اسی اعتبار سے اضافہ بھی ہوتا ہے، اس لئے لمبی عمر اور اچھے اخلاق والوں کو سب سے بہترین لوگ قرار دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ يَقُوْلُ: خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، إِذَا فَقِهُوْا (مسند احمد، رقم الحديث ١٠٠٢٢)[1]

ترجمہ: میں نے ابو القاسم (یعنی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے سُنا کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں، جو اخلاق کے اعتبار سے زیادہ اچھے ہوں، بشرطیکہ وہ (اللہ کے احکام کی) فہم اور سمجھ بوجھ رکھیں (مسند احمد)

فہم اور سمجھ بوجھ رکھنے کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اللہ کے اوامر اور نواہی کو سمجھنا اور کتاب وسنت کے اصل نہج اور طریقہ پر چلنا ہی اصل نعمت ہے، اس کے بغیر اچھے اخلاق کو اختیار کرنا، بلکہ اچھے اخلاق کی سمجھ بوجھ رکھنا بھی مشکل ہے (ملاحظه هو: فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٤١١٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ: هُمُ الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحديث ٨٨٢٢)[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تم میں شریر ترین لوگ نہ بتادوں، پھر فرمایا کہ جو لوگ خوب بولنے والے (اور بسیار گو) ہوں، اور چرب لسان (اور تکلف گو) ہوں (مسند احمد)

اس سے ملتی جلتی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔

(ملاحظه هو: سنن الترمذى، رقم الحديث ٢٠١٨، باب ما جاء فى معالى الأخلاق)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح إسناد سابقه (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

معلوم ہوا کہ زیادہ بولنا اور منہ پھٹ اور چرب لسان، یعنی زبان سے تکلف اختیار کرنے والا ہونا، بُرے اخلاق میں داخل ہے، اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی خصلت وعادت سے سخت نفرت کا اظہار فرمایا ہے۔

منہ پھٹ اور چرب لسان انسان، دراصل جھوٹ، غیبت، بہتان، الزام تراشی اور بدگوئی اور برائی کی نشر واشاعت وغیرہ میں بھی پیش پیش ہوتا ہے، اس لیے وہ بھی اس میں داخل ہے۔

(ملاحظہ ہو: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۴۸۶۱)

اسی وجہ سے بعض روایات میں ایسے دوست سے پناہ طلب کی گئی ہے، جو اچھائی کو دیکھ کر دفن کردے، اور برائیوں کو دیکھ کر پھیلا دے۔

(ملاحظہ ہو: الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۱۳۳۹، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۶۱۸۰)

اور آج ایسے لوگوں کی کمی نہیں، جو دوسروں کی اچھائیوں کو تو دفن کردیتے ہیں، اور ان کا کوئی ذکرِ خیر ہی نہیں کرتے، اور اس کے مقابلہ میں دوسرے کی کوئی برائی نظر آجائے، تو اس کی خوب نشر و اشاعت کرتے ہیں، جس میں آج کل کے دیندار اور بعض اہلِ علم حضرات بھی مبتلا ہیں، جن کے مناظر، سوشل میڈیا اور فیس بک پر بکثرت نظر آتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ، قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ، فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۴۲۱۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ انسان جو دل کا مخموم ہو، اور زبان کا بہت

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

سچا ہو،لوگوں نے عرض کیا کہ زبان کا بہت سچا ہونا تو ہمیں معلوم ہے،لیکن دل کا مخموم ہونا کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل کا مخموم وہ ہے، جو متقی ہو، دل صاف ہو،اس میں گناہ نہ ہو،اور نہ بغاوت ہو،اور نہ کینہ ہو،اور نہ حسد ہو(ابن ماجہ)

اس طرح کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔

(ملاحظہ ہو:مساوء الأخلاق ،للخرائطی،رقم الحدیث ۴۲۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ زبان کے بہت زیادہ سچے اور دل کے کینہ وحسد وغیرہ سے بہت زیادہ صاف لوگوں کے بعد، وہ شخص افضل ہے، جو دنیا کے بجائے آخرت سے محبت رکھے،اور پھر اس کے بعد وہ مومن ہے، جو اخلاق میں اچھا ہو۔

(ملاحظہ ہو: مسند الشامیین،للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۱۸ ،شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۶۱۸۰)

اس طرح کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان کا سچا،اور دل کے مسلمان کی طرف سے کینہ وحسد سے پاک شخص،اخلاق کی اعلیٰ بلندی پر فائز ہوتا ہے،اور وہ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: شرح الزرقانی، ج۳، ص ۵۴۵، کتاب المساقاۃ،باب ما جاء فی المساقاۃ،مرقاۃ المفاتیح، ج۸، ص ۳۲۶۸، کتاب الرقاق)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُوْلُ:إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا (بخاری،رقم الحدیث ۳۵۵۹، کتاب المناقب،باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحش اور متفحش (یعنی فحش وبدگوئی کرنے اور اس کو پسند کرنے والے) نہیں تھے،اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں، جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والے ہوں (بخاری)

آج فحش گوئی اور بدگوئی کی اتنی گرم بازاری ہوگئی ہے کہ اس سے بہت سے دین دار اور اہلِ علم بھی محفوظ نہیں رہے، جن کا کام ہی نیٹ اور فیس بک وغیرہ پر بیٹھ کر مسلمانوں، یہاں تک کہ علماء وصلحاء کے خلاف بدگوئی اور فحش گوئی کرنا رہ گیا ہے اور یہ عمدہ مشغلہ بنالیا گیا ہے۔

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَجَاءَ فَتًى مِّنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۶۲۳، کتاب الفتن والملاحم) [1]

ترجمہ: ایک انصاری نوجوان آیا، اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، اور بیٹھ گیا، پھر اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مؤمنین میں سب سے افضل شخص کونسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے افضل و بہتر ہو (حاکم)

اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَمَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۶۰۶۱، کتاب الطب) [2]

ترجمہ: صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بندے کو جو چیزیں (توفیقِ الٰہی سے) عطا کی گئی ہیں، ان میں سب سے بہتر عطیہ کون سی چیز ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے اخلاق (ابنِ حبان)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ عمدہ اور اچھے اخلاق، عمدہ ترین و بہترین عطیۂ الٰہی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس اپنے مسلمان بھائی کی بات بات پر تذلیل وتحقیر کرنا، اس کے عیوب کا افشا کرنا، لعنت وملامت کرنا، کفر وارتداد کی فتویٰ بازی کرنا، الزام تراشی، بہتان، جھوٹ اور تہمت وغیرہ جیسے

---

[1] قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي: صحيح.

[2] قال ابن حبان: قال سفيان: ما على وجه الأرض اليوم إسناد أجود من هذا.
وقال شعيب الأرنؤوط في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح.

www.idaraghufran.org

گناہ، بداخلاقی کا بہت بڑا مظہر ہیں۔

جن میں آج اس قدر ابتلائے عام ہوگیا ہے کہ **الامان والحفیظ۔**

اس لیے مسلمانوں اور خاص طور پر علماء وصلحاء کو چاہیے کہ مذکورہ اور اس جیسی احادیث پر غور فرما کر اپنے طرزِ عمل کی اصلاح فرمائیں، اور موجودہ دور کے فتنوں سے اپنے ایمان کی حفاظت فرمائیں۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ غیر شعوری طور پر اپنی خلوت وتنہائی میں ایسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو جائیں، جو قیامت کے دن انتہائی قیمتی اور یہاں تک کہ شب بیداری والے نیک اعمال کے ''ھباءً منثورا'' ہونے کا باعث ہوں۔

اس موضوع پر بندہ کی ایک مفصل تالیف ''اصلاحِ اخلاق اور حفاظتِ زبان'' بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

محمد رضوان خان 23/شوال المکرّم/ 1441ھ 15 / جون/ 2020ء، بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

نبیوں کے لیے ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے استعمال کا حکم

(14-جمادی الاخریٰ-1442ھ)

’’خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے علاوہ، کسی اور نبی کے نام کے ساتھ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے استعمال پر بعض حضرات کی طرف سے شبہ سامنے آیا کہ یہ کلمات ’’خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے نام کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں، اور کسی دوسرے نبی کے نام کے ساتھ ان کلمات کا استعمال کرنا صحیح نہیں۔

حالانکہ یہ بات درست نہیں، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے الفاظ وکلمات مختصر ’’درود وسلام‘‘ کے صیغے پر مشتمل ہیں، جن میں اللہ نبی کے لیے اللہ تعالیٰ سے ’’رحمت اور سلامتی‘‘ کی دعاء کی جاتی ہے۔

جہاں تک اللہ کے کسی نبی کے ساتھ ’’سلام‘‘ کے الفاظ کے استعمال کا تعلق ہے، تو اس کے جائز ہونے میں تو شبہ نہیں۔

ہمارے عرفِ عام میں ہر نبی کے ساتھ ’’علیہ السلام‘‘ کا صیغہ بلا کھٹک استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً کہا جاتا ہے ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام‘‘ جس میں اس نبی کے لیے ’’سلام‘‘ کی دعاء ہے۔

قرآن مجید میں بھی رسولوں پر سلام کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (سورة الصافات رقم الآية ١٨١)

ترجمہ: اور سلام ہے رسولوں پر (سورہ صافات)

قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات پر مختلف رسولوں پر سلام کا ذکر آیا ہے۔

اسی طرح ہمارے عرف میں مختلف انبیائے کرام کے ناموں کے ساتھ ’’سلام‘‘ کے علاوہ ’’درود‘‘ کا

بھی استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً کہا جاتا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام'' جس میں نبی کے لیے ''سلام'' کے ساتھ ''درود'' کی دعاء بھی شامل ہے، اور ظاہر ہے کہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ وکلمات میں بھی اللہ تعالیٰ سے ان ہی دونوں دعاؤں کا ذکر ہے۔

اس لیے کسی بھی نبی کے نام کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کا استعمال جائز ہونے میں شبہ کرنا درست نہیں۔

احادیث وروایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اور کئی معتبر ومستند احادیث میں خود، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی، دوسرے نبیوں کے لیے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ وکلمات استعمال فرمائے ہیں۔

اور محدثین نے مستقل ابواب کے ذیل میں ان الفاظ وکلمات کا مختلف نبیوں کے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اور نماز میں جو درودِ ابراہیمی پڑھا جاتا ہے، اس کے شروع میں الفاظ یہ ہیں کہ:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ .

''اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر''۔

مذکورہ درود کے الفاظ میں ''کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ'' سے معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اسی طرح سے پڑھنے کا حکم ہے، جس طرح سے ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جاتا ہے۔

اس سے بھی دوسرے نبیوں پر درود پڑھنے کا ثبوت ہوتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: صَلُّوْا عَلٰی أَنْبِیَاءِ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ، فَإِنَّ اللّٰہَ بَعَثَھُمْ کَمَا بَعَثَنِیْ (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۱۳۰، باب فی الإیمان برسل اللہ صلوات اللہ علیہم عامۃ، فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۴۳، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۳۱۱۸، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کے نبیوں، اوراس کے رسولوں پر درود بھیجو، کیونکہ بلا شبہ اللہ نے ان کو اس طرح سے (نبی بنا کر) مبعوث فرمایا ہے، جس طرح سے مجھے مبعوث فرمایا ہے (بیہقی، فضل الصلاۃ، عبدالرزاق)

خطیب بغدادی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوْا عَلٰى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِيْ (تاريخ بغداد، ج۳ص ۳۳۵، تحت ترجمة الحسن بن علي أبو علي المعروف بالطوابيقي)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کے نبیوں اور رسولوں پر درود بھیجو، پس بے شک اللہ نے ان کو اسی طرح نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے، جس طرح مجھے مبعوث فرمایا ہے (تاریخ بغداد)

یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کرتی ہے، اوراس حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات فرمائی ہے، جو اس سے پہلی حدیث میں گزری۔

اورعبدالجبار بن وائل اپنی والدہ سے اور وہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

صَلُّوْا عَلَيْهِمْ كَمَا تُصَلُّوْنَ عَلَيَّ ، فَقَدْ بُعِثُوْا كَمَا بُعِثْتُ (الضعفاء الكبير للعقيلي، رقم الترجمة ١٦١٠، ج٤ص ٥٩،تحت ترجمة محمد بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر) [1]

ترجمہ: تم نبیوں پر درود پڑھو، جس طریقہ سے مجھ پر درود پڑھتے ہو، کیونکہ وہ بھی (نبی بنا کر) بھیجے گئے ہیں، جس طرح سے میں (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہوں (عقیلی)

مذکورہ اوراس جیسی روایات میں دوسرے نبیوں کے لیے درود پڑھنے کا حکم مذکور ہے، جس کی تفصیل

---

[1] قال الالباني:ثم هو بمجموع حديث أبي هريرة ، و حديث حميد الطويل عن أنس ، و حديث وائل بن حجر يرتقي إلى مرتبة الصحيح ، لأنه ليس فيها متهم (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت حديث رقم ٢٩٦٣)

ہماری تالیف ”درود وسلام کے فضائل واحکام“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”صحیح البخاری “ میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے کہ:

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي ذَهَابِ مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَحْرِ إِلَى الْخَضِرِ (بخاری، ج ۱، ص ۲۶، کتاب العلم)

ترجمہ: یہ باب ہے موسیٰ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کے حضرت خضر کی طرف سمندر میں جانے کے ذکر کا (بخاری)

اور امام مسلم نے اپنی ”صحیح مسلم“ میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے کہ:

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم، کتاب الفضائل)

ترجمہ: یہ باب ہے موسیٰ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کے فضائل کے بیان میں (مسلم)

اور امام ابنِ حبان نے اپنی ”صحیح“ میں ایک عنوان اس طرح قائم کیا ہے کہ:

ذِكْرُ الْمَوْضِعِ الَّذِي فِيهِ رَأَى الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهٖ (صحیح ابن حبان، کتاب الإسراء)

ترجمہ: اس حدیث میں اس مقام کا ذکر ہے، جس میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (صحیح ابنِ حبان)

اور امام نسائی نے اپنی ”السنن الکبریٰ“ میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے کہ:

ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالليل (السنن الکبری، للنسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار)

ترجمہ: اس باب میں اللہ کے نبی داؤد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کے رات میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے (نسائی)

اور ایک باب اس طرح قائم کیا ہے کہ:

ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالليل (السنن الکبری، للنسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار)

ترجمہ: اس باب میں اللہ کے نبی موسیٰ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کے رات میں نماز پڑھنے کا

ذکر ہے (نسائی)

امام ابنِ ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے کہ:

مَا ذُكِرَ مِمَّا أَعْطَى اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُصنف ابن أبى شيبة، كِتاب الْفَضَائِلِ)

ترجمہ: یہ باب ہے اس بات کے ذکر میں، جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کو عطاء فرمایا (ابنِ ابی شیبہ)

اور ایک باب اس طرح قائم کیا ہے کہ:

مَا ذُكِرَ فِي مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُصنف ابن أبى شيبة، كِتاب الْفَضَائِلِ)

ترجمہ: یہ باب ہے موسیٰ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے ذکر کے بارے میں (ابنِ ابی شیبہ)

نیز ایک باب اس طرح قائم کیا ہے کہ:

مَا ذُكِرَ مِمَّا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ عِيسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُصنف ابن أبى شيبة، كِتاب الْفَضَائِلِ)

ترجمہ: یہ باب ہے اس بات کے ذکر میں، جو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطاء فرمائی عیسیٰ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کو (ابنِ ابی شیبہ)

اس کے علاوہ ایک باب اس طرح قائم کیا ہے کہ:

مَا ذُكِرَ مِنْ فَضْلِ إِدْرِيسَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُصنف ابن أبى شيبة، كِتاب الْفَضَائِلِ)

ترجمہ: یہ باب ہے ادریس ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے فضیلت کے ذکر میں (ابنِ ابی شیبہ)

اور بھی کئی محدثین نے اس طرح کے ابواب قائم فرمائے ہیں، جن میں مختلف نبیوں کے نام کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَكَانَ مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ (صحيح البخارى، رقم الحديث ٢٧٨، كتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده فى الخلوة، ومن تستر فالتستر أفضل)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ننگی حالت میں غسل کیا کرتے تھے، جس کے دوران وہ ایک دوسرے کو دیکھا کرتے تھے، اور موسیٰ "صلی اللہ علیہ وسلم" تنہا غسل کیا کرتے تھے (بخاری)

صحیح مسلم میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

فَقَالَ : كَأَنِّى أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم، رقم الحديث ٢٦٩"١٦٦")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گویا کہ میں موسیٰ "صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرف دیکھ رہا ہوں (مسلم)

اس کے علاوہ اور کئی مواقع پر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دوسرے مختلف نبیوں کے ناموں کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" کا صیغہ استعمال فرمایا ہے، جس کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔ [1]

---

[1] عن أبى حازم، عن أبى هريرة، وأبو مالك، عن ربعى، عن حذيفة، قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله تبارك وتعالى الناس، فيقوم المؤمنون حتى تزلف لهم الجنة، فيأتون آدم، فيقولون: يا أبانا، استفتح لنا الجنة، فيقول: وهل أخرجكم من الجنة إلا خطيئة أبيكم آدم، لست بصاحب ذلك، اذهبوا إلى ابنى إبراهيم خليل الله "، قال: " فيقول إبراهيم: لست بصاحب ذلك، إنما كنت خليلا من وراء وراء، اعمدوا إلى موسى صلى الله عليه وسلم الذى كلمه الله تكليما، فيأتون موسى صلى الله عليه وسلم، فيقول: لست بصاحب ذلك، اذهبوا إلى عيسى كلمة الله وروحه، فيقول عيسى صلى الله عليه وسلم: لست بصاحب ذلك، فيأتون محمدا صلى الله عليه وسلم(مسلم، رقم الحديث ٣٢٩"١٩٥")

أخبرنا حصين بن عبد الرحمن، قال: كنت عند سعيد بن جبير، فقال: أيكم رأى الكوكب الذى انقض البارحة؟ قلت: أنا، ثم قلت: أما إنى لم أكن فى صلاة، ولكنى لدغت، قال: فماذا صنعت؟ قلت: استرقيت، قال: فما حملك على ذلك؟ قلت: حديث حدثناه الشعبى فقال: وما حدثكم الشعبى؟ قلت: حدثنا عن بريدة بن حصيب الأسلمى، أنه قال: لا رقية إلا من عين، أو حمة، فقال: قد أحسن من انتهى إلى ما سمع، ولكن حدثنا ابن عباس، عن النبى صلى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورمحدثین واہلِ علم حضرات نے بھی مختلف مواقع پر دوسرے نبیوں کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ علیہ وسلم قال: " عرضت على الأمم، فرأيت النبى صلى الله عليه وسلم ومعه الرهيط، والنبى ومعه الرجل والرجلان، والنبى ليس معه أحد، إذ رفع لى سواد عظيم، فظننت أنهم أمتى، فقيل لى: هذا موسى صلى الله عليه وسلم وقومه، ولكن انظر إلى الأفق، فنظرت فإذا سواد عظيم(مسلم، رقم الحديث ٣٧٤"٢٢٠")

اذهبوا إلى غيرى، اذهبوا إلى نوح، فيأتون نوحا، فيقولون: يا نوح، أنت أول الرسل إلى الأرض، وسماك الله عبدا شكورا، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه؟ ألا ترى ما قد بلغنا؟ فيقول لهم: إن ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وإنه قد كانت لى دعوة دعوت بها على قومى، نفسى نفسى، اذهبوا إلى إبراهيم صلى الله عليه وسلم، فيأتون إبراهيم، فيقولون: أنت نبى الله وخليله من أهل الأرض، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ ألا ترى إلى ما قد بلغنا؟ فيقول لهم إبراهيم: إن ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولا يغضب بعده مثله، وذكر كذباته، نفسى نفسى، اذهبوا إلى غيرى، اذهبوا إلى موسى، فيأتون موسى صلى الله عليه وسلم، فيقولون: يا موسى، أنت رسول الله فضلك الله برسالاته، وبتكليمه على الناس، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ ألا ترى ما قد بلغنا؟ فيقول لهم موسى صلى الله عليه وسلم: إن ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وإنى قتلت نفسا لم أومر بقتلها، نفسى نفسى، اذهبوا إلى عيسى صلى الله عليه وسلم، فيأتون عيسى، فيقولون: يا عيسى أنت رسول الله، وكلمت الناس فى المهد، وكلمة منه ألقاها إلى مريم، وروح منه، فاشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه؟ ألا ترى ما قد بلغنا؟ فيقول لهم عيسى ﷺ(مسلم،رقم الحديث ٣٢٧"١٩٤" عن ابى هريرة)

عن عائشة قالت: قال لى أبى رضى الله عنه: ألا أعلمك دعاء علمنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: كان عيسى صلى الله عليه وسلم يعلمه الحواريين لو كان عليك دين مثل أحد، ثم قلته لقضاه الله عنك، قلت: بلى قال: قولى: اللهم فارج الهم وكاشف الكرب، مجيب دعوة المضطرين، رحمن الدنيا والآخرة، أنت رحمانى فارحمنى رحمة تغنينى بها عن من سواك (مسند البزار، رقم الحديث ٦٢)

عن ابن عباس، رضى الله عنهما، قال: كانت تلبية موسى صلى الله عليه وسلم: لبيك عبدك، وابن عبديك وكانت تلبية عيسى صلى الله عليه وسلم: لبيك عبدك، وابن أمتك وكانت تلبية رسول الله صلى الله عليه وسلم: لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك(مسند البزار، رقم الحديث ٥٠٧٢)

عن أبى هريرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: بينما رجل يسرق نظر إليه عيسى صلى الله عليه وسلم فقال له عيسى: تسرق؟ فقال: والله ما فعلت قال: آمنت بالله وكذبت بصرى(مسند البزار، رقم الحديث ٨٧٣٥)

[1] نزل الله على موسى صلى الله عليه وسلم(فيض البارى على صحيح البخارى، ج ١،ص٩٧، كتاب بدء الوحى)

فكان موسى -صلى الله عليه وسلم -يتبع أثر الحوت فى البحر(فيض البارى على صحيح البخارى، ج ١،ص ٢٦٠،باب الخروج فى طلب العلم)

لہٰذا اللہ کے کسی بھی نبی کے نام کے ساتھ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے الفاظ کے استعمال پر شبہ کرنا کم علمی پر مبنی ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان الفاظ کا استعمال کرنے سے ’’خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے، تو یہ بات درست نہیں، کیونکہ جب دوسرے نبی کا نام لے کر اس کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال کیا گیا، تو اس سے اس نبی کی تعیین ہوگئی، تو پھر مشابہت کا کیا مطلب؟

تاہم یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ جب کسی نبی کا نام ذکر نہ کیا جائے، بلکہ مطلق ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کا صیغہ استعمال کیا جائے، تو عرفِ عام میں اس سے ’’خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ مراد ہوتے ہیں، لیکن ہمارا کلام اس صورت میں ہے، جبکہ دوسرے نبی کا نام لیا جائے، اور اس نام کے ساتھ ان کلمات کا استعمال کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ أعلم۔

مقالات ومضامین

مولانا شعیب احمد

شکریہ ادا کرنے کی عادت ڈالیے

ہماری زندگی میں بہت سے مواقع ایسے آتے ہیں کہ جن میں ہم اپنا مال ودولت اور وقت خرچ کیے بغیر دوسروں کا دل جیت سکتے ہیں۔انہی میں سے ایک موقع دوسروں کا شکریہ ادا کرنے کا، اچھی باتوں پر ان کی تعریف کرنے کا اور ان کے احسانات کا اعتراف کرنے کا بھی ہوا کرتا ہے۔انسانی فطرت کی آواز یہی ہے(بشرطیکہ وہ مسخ نہ ہو چکی ہو) کہ اگر کوئی انسان کے ساتھ اچھائی کرے، احسان کرے تو لازم ہے کہ وہ بھی اس کا بدلہ احسان اور بھلائی کے ساتھ چکائے۔

اس باب میں اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے کہ جب بھی کوئی شخص آپ کے ساتھ اچھائی کرے،کوئی بھلائی کرے تو اس کا اچھا بدلہ ضرور دیا جائے۔بلکہ اس قدر تاکید کی گئی ہے کہ اگر کسی نے آپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی ،لیکن آپ کے پاس اس کو دینے کے لیے کچھ میسر نہیں تو کم از کم آپ اس کی تعریف ہی کردیں،اس کی اچھائی کا اعتراف کریں اور اس کا شکریہ ادا کریں۔

چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ، فَإِنَّ مَنْ أَثْنٰى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ“ (سنن الترمذی ، رقم الحديث : ۲۰۳۴ ، أبواب البر والصلة ، باب ما جاء في المتشبع بما لم يعطه) [1]

”جس شخص کو کوئی ہدیہ ملے تو اگر تو اس کے پاس وسعت ہو تو اس ہدیہ کا بدلہ دے، اور اگر وسعت نہ ہو تو (دینے والے کی) تعریف ہی کردے، کیونکہ جس نے تعریف کی تو اس نے (بھی) شکریہ ادا کردیا اور جس نے تعریف بھی نہ کی تو اس نے ناشکری کی“

(ترمذی)

اس سے آپ اندازہ کیجیے کہ کسی کی اچھائی اور بھلائی پر تعریف یا حوصلہ افزائی کرنے کا اسلام میں کیا

[1] حكم الألبانی : حسن (صحيح و ضعيف سنن الترمذی ، تحت رقم الحديث : ۲۰۳۴)

www.idaraghufran.org

مقام اور مرتبہ ہے۔ بلکہ ایک دوسرے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی مذکور ہے کہ:

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ (سنن الترمذی ، رقم الحديث : ۱۹۵۵ ، أبواب البر والصلة ، باب ما جاء في الشكر لمن أحسن إليك) [1]

''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر نہیں ادا کرتا'' (ترمذی)

اسی طرح ایک جگہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے یوں بھی فرمایا:

"إِنَّ أَشْكَرَ النَّاسِ لِلّٰهِ أَشْكَرُهُمْ لِلنَّاسِ" (مسند احمد ، رقم الحديث : ۲۱۸۴۶) [2]

''بے شک انسانوں میں اللہ کا سب سے زیادہ شکر گزار بندہ وہی ہے، جو لوگوں کا سب سے زیادہ شکریہ ادا کرتا ہے'' (مسند احمد)

ان دونوں احادیث کا سبق اور حاصل یہ ہے کہ شکر کی منزل تک پہنچنے کے لیے ہمیں پہلے شکریہ کی راہوں سے گزرنا ہوگا۔ بندوں کا شکریہ ادا کریں گے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کی بھی توفیق ملے گی۔ لوگوں کے احسانات کا اعتراف کریں گے تو اللہ کی نعمتیں پہچاننا بھی آسان ہوگا۔

ہمارے ساتھ قومی واجتماعی سطح پر ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہم اعتراض کرنے میں اور تنقید کرنے میں تو بہت جلدی اور تیزی دکھاتے ہیں لیکن کسی کی تعریف کرنی ہو، کسی کا شکریہ ادا کرنا ہو یا کسی کے احسان کا اعتراف کرنا پڑ جائے تو پھر ہم بڑے بخیل اور سست بن جاتے ہیں۔

ہمارے اس طرزِ عمل کی سب سے پہلی زَد جن افراد پر پڑتی ہے وہ ہمارے گھر والے، دوست احباب اور قریبی ساتھی ہیں۔ آدمی سوچتا ہے کہ یہ تو میرے قریبی ہیں، ان کے ساتھ تو روزانہ کا اٹھنا بیٹھنا ہے ان کا شکریہ ادا کرنے کی کیا ضرورت؟ حالانکہ انہی کا تو شکریہ ادا کرنے کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ قریبی لوگوں کے احسانات اور مہربانیاں بھی عموماً زیادہ ہوا کرتی ہیں۔

آج بعض اچھے خاصے دین دار افراد کی توجہ بھی اس جانب نہیں ہو پاتی اور وہ اپنے ساتھ بھلائی کرنے والوں کے ساتھ اور اپنے متعلقین اور ساتھیوں وغیرہ کے ساتھ بھی بڑا خشک سا رویہ اختیار

---

[1] حكم الألباني : صحيح (صحيح و ضعيف سنن الترمذی ، تحت رقم الحديث : ۱۹۵۵)

[2] قال شعيب الأرنؤوط : صحيح لغيره. (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

کرتے اور برتتے ہیں۔ حالانکہ یہ طرزِ عمل اسلامی تعلیمات سے بالکل بھی میل نہیں کھاتا۔ قرآن مجید کا سوال ہے کہ:

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (سورة الرحمان ، رقم الآية : ٦٠)

''اچھائی کا بدلہ اچھائی کے علاوہ اور کیا ہے؟'' (سورہ رحمان)

یعنی بھلائی اور اچھائی کا بدلہ اچھائی اور احسان کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

اس لیے دوسروں کے اچھے رویوں پر، کسی سے مدد ملنے پر اور کسی سے ملنے والی خوشی پر ان کا شکریہ ادا کرنا سیکھیے، کھلے دل سے اپنے متعلقین کی اچھائیوں کی تعریف کیجیے اور ان کے احسانات کا اعتراف کیجیے۔

آخر وقت ہی کتنا لگتا ہے کسی کا شکریہ ادا کرنے میں یا حوصلہ افزائی کے چند بول بولنے میں؟ لیکن اس کے نتیجہ میں آپ دوسروں کے دل جیت سکتے ہیں، ان کی خوشی کا ذریعہ بن سکتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ بھی اسلامی تعلیمات کا ہی ایک حصہ ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔

بسلسلہ : تاریخی معلومات　　مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۰۸ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالسلام علوی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۵۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۱۰ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محمد بن محمد بن قدامہ مقدسی مصری حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۱۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۱۱ھ: میں حضرت شیخ قاضی شمس الدین محمد نحریری مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۷۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۱۲ھ: میں حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل بن قاسم بن طوغان دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۱۶۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۱۵ھ: میں حضرت بہاء الدین محمد اسدی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۸۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۱۷ھ: میں حضرت شیخ قاسم احمد دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۲۹۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۲۲ھ: میں حضرت شیخ ابوالسعود محمد بن دغیم جارحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۵۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۲۵ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد حسامی نحوی قاہری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۱۵۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۲۷ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن نابتہ مصری حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۱۵۶)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۲۸ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن قرینہ مخفی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرة بأعيان المئة العاشرة لنجم الدين الغزی، ج ۱ ص ۵۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۳۰ھ: میں حضرت صفی الدین ابوالسرور قاضی احمد بن عمر بن محمد بن عبدالرحمٰن شافعی زبیدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(النور السافر عن أخبار القرن العاشر لمحی الدین العیدروس،ص۱۲۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۳۱ھ: میں حضرت شیخ جیو بن محمود بن عبداللہ بن محمود بن حسین حسینی بخاری گجراتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی،ج۴ص۳۵۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۳۳ھ: میں حضرت ابوالمکارم عبدالرحمٰن بن ابراہیم شاذلی مصری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی،ج۱ص۲۲۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۳۴ھ: میں حضرت نورالدین محمود بن احمد بن محمد بن ابی بکر بن حسن بن عبدالباقی حلبی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی،ج۲ص۲۴۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۳۸ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بخاری مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی،ج۲ص۱۱۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۴۰ھ: میں حضرت عزالدین احمد بن محمد بن محمد بن عبدالقاہر جعفری حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی،ج۲ص۱۰۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۴۱ھ: میں حضرت قاضی محمود بن حامد بن محمد علوی گجراتی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی،ج۴ص۴۲۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۴۴ھ: میں حضرت شیخ دیتن بن احمد رضی جونپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی،ج۴ص۳۳۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۴۶ھ: میں حضرت شیخ سالار بن ہبۃ الدین حنفی کوروی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی،ج۴ص۳۴۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۴۷ھ: میں حضرت شیخ علاء الدین بن نورالدین عمری دہلوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی،ج۴ص۳۸۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۹۵۰ھ: میں حضرت شیخ محمود عجمی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی،ج۲ص۲۴۵، ۲۴۶)

علم کے مینار

مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امت کے علماء وفقہاء (قسط5)

گزشتہ اقساط میں فقہ حنفی کے مشہور علماء وفقہاء میں سے امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ کا ذکر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے، ذیل میں چند دیگر فقہائے کرام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(4)......داود بن نصیر

امام داؤد بن نصیر الطائی مشہور فقیہ، محدث، عالم اور عابد وزاہد بزرگ ہیں، کنیت ''ابو سلیمان'' اور کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ کو اپنے کے زمانہ کے لوگوں میں خاص قبولیت حاصل تھی، تصوف اور سلوک میں بھی آپ کو خاص فضل حاصل تھا، آپ کا شمار صوفیہ کے پہلے طبقہ یعنی درجہ اول میں ہوتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے چند ایک کبار تلامذہ میں آپ کا نام بھی سرِ فہرست ہے، آپ تدوینِ فقہ میں بھی امام صاحب کے ساتھ شریک تھے، بلکہ اس مجلس کے معزز ممبر تھے، فقہاءِ حنفیہ، محدثین اور دیگر اہلِ علم حضرات آپ کے تفقہ اور اجتہاد کے قائل ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خاص شاگرد دس تھے، ان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

آپ اپنے استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علم وفضل اور کمال سے بہت متاثر تھے، اور آپ کو ان سے بہت محبت تھی، فرمایا کرتے تھے کہ ''امام ابوحنیفہ وہ روشن ستارہ ہیں، جس سے سفر کرنے والے اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں''۔

اور جس مجلس میں امام صاحب نے اپنے جن شاگردوں کے متعلق فرمایا تھا کہ ''تم لوگ میرے دل کا سرور ہو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو'' ان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

محدثین آپ کو ''ثقة بلا نزاع'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

آپ کی وفات بالاختلاف 160ہجری یا پھر 165ہجری میں ہوئی، آپ کا جنازہ بہت بڑا تھا کہ جس میں لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔

آپ کے رفقاء میں سے ایک ہم عصر بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر داؤ دطائی پہلی امتوں میں سے ہوتے، تو اللہ ضرور ان کا ذکر فرماتے(الاعلام للزرکلی، ج۲، ص ۳۳۵، تحت الترجمۃ: ابو سلیمان الطائی) [۱]

(5)......حسن بن زیاد

امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کا شمار فقہ حنفی کے ان اماموں میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے علم کا ایک بڑا حصہ حاصل کیا، اور پھر اس کو آگے نشر کیا۔

اپنے وقت کے امام، فقیہ اور عالم و فاضل شخص تھے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آراء کو کثرت سے روایت کرنے والے ہیں، کوفہ کے قاضی بھی مقرر ہوئے۔

آپ کی وفات 204ہجری میں ہوئی، ابنِ ندیم اپنی کتاب ''الفہرست'' میں لکھتے ہیں کہ حسن بن زیاد رحمہ اللہ، امام صاحب کی کتاب ''المجرد'' کے راوی ہیں، اس کے علاوہ آپ نے اور بھی متعدد کتب تالیف فرمائیں، جن میں ''**کتاب ادب القاضی، کتاب الخصال، کتاب معانی الإیمان، کتاب النفقات، کتاب الخراج، کتاب الفرائض، کتاب الوصایا**'' جیسی کتب شامل ہیں۔ [۲]

---

[۱] داود بن نصیر الطائی العابد کنیته أبو سلیمان من أهل الکوفة یروی عن حمید الطویل وإسماعیل بن أبی خالد روی عنه إسماعیل بن علیة ومصعب بن المقدام وإسحاق بن منصور السلولی مات سنة ستین ومائة هو وإسرائیل بن یونس فی أیام قیل قبل الثوری وکان داود من الفقهاء من کان یجالس أبا حنیفة ثم عزم علی العبادة فجرب نفسه علی السکوت فکان یحضر المجلس وهم یخوضون وهو لا ینطق فلما أتی علیه سنة وعلم أنه یصبر علی أن لا یتکلم فی العلم غرق کتبه فی الفرات ولزم العبادة وورث عشرین دینارا أکلها فی عشرین سنة ثم مات ولم یأخذ من السلطان عطیة ولا قبل من الإخوان هدیة (الثقات لابن حبان، تحت رقم الترجمة: ۷۷۴۴)

[۲] اللؤلؤی: وهو الحسن بن زیاد اللؤلؤی ویکنی أبا علی من أصحاب أبی حنیفة ممن أخذ عنه وسمع منه وکان فاضلا عالما بمذاهب أبی حنیفة فی الرأی وقال یحیی بن آدم ما رأیت افقه من الحسن بن زیاد وتوفی سنة أربع ومائتین قال الطحاوی وله من الکتب کتاب المجرد لأبی حنیفة روایته کتاب أدب القاضی کتاب الخصال کتاب معانی الإیمان کتاب النفقات کتاب الخراج کتاب الفرائض کتاب الوصایا (الفهرست لابن الندیم، ص ۲۵۴، الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۱، ص ۳۴۷، تحت الترجمة: الحسن بن زیاد، م 204هـ)

(6)......حفص بن غیاث

امام حفص بن غیاث کوفہ رہنے والے نامور محدث، فقیہ، قاضی اور حافظِ حدیث تھے، پہلے بغداد اور پھر کوفہ کے قاضی رہے، قاضی حفص کے لقب سے مشہور تھے، امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین نے آپ سے سماعت کی ہے، حدیث میں آپ کی ثقاہت اور مضبوط حافظہ کا محدثین نے اعتراف کیا ہے، تین سے چار ہزار احادیث آپ نے اپنے حفظ سے بیان کیں، قدرتِ خداوندی نے کمال کا حافظہ دیا ہوا تھا، اور آپ اپنی اس خصوصیت میں ممتاز تھے کہ جو کچھ روایت کرتے زبانی روایت کرتے تھے، کاغذ یا کتاب پاس نہیں رکھتے تھے، اور اس طرح کی احادیث کی تعداد تین سے چار ہزار ہے، کتبِ تواریخ میں آپ کی طرف منسوب ایک کتاب کا بھی ذکر ملتا ہے کہ جس میں آپ نے اپنی سند سے مروی 170 احادیث درج کی تھیں۔

امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ کا شمار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجل تلامذہ میں سے ہوتا ہے، اور جن تلامذہ کے بارے میں امام صاحب نے فرمایا تھا کہ ”تم لوگ میرے دل کا سرور ہو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو“ ان میں آپ بھی شامل ہیں۔

آپ کی ولادت 117 ہجری میں ہوئی، اور وفات بالاختلاف ذی الحجہ کے پہلے عشرہ سن 194 ہجری میں ہوئی۔ [1]

(7)......عبداللہ بن مبارک

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ وقت کے مشہور امام، محدث اور فقیہ تھے، کنیت ”ابوعبدالرحمٰن“ اور محدثین کے ہاں ”أمیر المؤمنین فی الحدیث“ کے لقب سے مشہور ہیں، والد ترک اور والدہ خوارزمیہ تھیں۔

---

[1] حفص بن غیاث بن طلق بن معاویة النخعی الأزدی الکوفی، أبو عمر: قاض، من أهل الکوفة. ولی القضاء ببغداد الشرقیة لهارون الرشید، ثم ولاه قضاء الکوفة ومات فیها. کان من الفقهاء حفاظ الحدیث الثقات، حدث بثلاثة أو أربعة آلاف حدیث من حفظه. وله (کتاب) فیه نحو 170 حدیثا من روایته. وهو صاحب أبی حنیفة (الاعلام للزرکلی، ج۲، ص ۲۶۴، تحت الترجمة: حفص بن غیاث)

آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد بے شمار ہے، صحیح بخاری ومسلم میں آپ سے مروی روایات کثرت سے موجود ہیں۔

آپ حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شیخ ہیں، آپ کا شمار امام صاحب کے خصوصی تلامذہ میں سے ہوتا ہے، آپ کے دل میں امام صاحب کی بڑی قدرو عظمت تھی، اوران سے بے حد محبت کیا کرتے تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ:

> ’’(فقہ کے باب میں) لوگوں میں سب سے زیادہ ذہین اور سمجھدار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اوران جیسا فقیہ اور سمجھدار میں نے کسی کونہیں دیکھا‘‘(سیر اعلام النبلاء، ج۸، ص ۴۲۴)

چنانچہ آپ کواس چیز کا اعتراف تھا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا، وہ امام ابوحنیفہ اورسفیان ثوری رحمہما اللہ کے فیض سے حاصل ہوا(مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه للذهبی، ص ۳۰)

امام صاحب کی وفات کے بعد جب بھی آپ اُن کا ذکر فرماتے، تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے، اورفرماتے:

> ابوحنیفہ! تو وہ شخصیت ہے کہ جس کو دنیا پیش کی گئی اور مال بھی پیش کیا گیا، مگرانہوں نے ان کو ٹھکرادیا، اورکوڑوں سے بھی پیٹا گیا، پھراس پر بھی صبر کیا(مکانة الامام ابی حنیفة فی الحدیث، لمحمد عبد الرشید النعمانی الباکستانی المتوفی1420ھجری، ص ۶۴)

فقہی ترتیب پر تصنیف وتالیف کا باقاعدہ آغاز تو دوسری صدی ہجری کے وسط میں ہوا، اوران جید علماء ومحدثین میں آپ کا نام بھی شمار کیا جاتا ہے۔

چنانچہ آپ نے ’’تفسیر القرآن، دقائق فی الرقائق، رقاع الفتاویٰ‘‘ کے نام سے تین کتب کی تصنیف فرمائی۔

آپ کی ولادت کا سال 118 ہجری ہے، اوروفات 181 ہجری میں ہوئی۔ [1]

[1] من تصانیفه: " تفسیر القرآن "، و "الدقائق فی الرقائق "، و "رقاع الفتاوی (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۲، ص ۴۰۲، تحت الترجمة: ابن المبارک 181 - 118ھ)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط56) مولانا محمد ریحان

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا نظامِ حکومت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عوام سے سلوک

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کو ذخیرۂ احادیث اور کتبِ تاریخ میں دیکھا جائے، تو آپ رضی اللہ عنہ کی ایک بہت مختلف تصویر سامنے آتی ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے اندر عوام کے حالات کا درد تھا۔انصاف پسندی، لوگوں کے درجات کے مطابق برتاؤ، مساکین اور یتیموں سے ہمدردی وغیرہ جیسی دل سوز صفات آپ رضی اللہ عنہ کے اندر ودیعت کی گئی تھیں۔

یہ صفات ویسے تو صفاتِ نبوی تھیں، مگر اسلام کے اول دور میں لوگوں میں مجاہدہ عام تھا، قناعت تھی۔لوگ مشکلات اور آزمائش سے دوچار تھے، مگر اس کے باوجود کبھی بھی صحابہ کرام میں سے کسی نے کھانے کی شکایت کبھی نہ کی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب خلافت کی باگ ڈور ملی، تو اس وقت آزمائش اتنی زیادہ نہ تھی، جتنی قحط کے سال سامنے آئی۔اس وجہ سے دیہاتی علاقوں میں کھانے پینے کی قلت ہوگئی، اور مرد، عورتیں، بچے بوڑھے کھانے پینے کی چیزوں کے محتاج ہوگئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا۔کھانے کو روٹی اور گوشت وغیرہ مشکل سے میسر آتا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں بھی لوگوں کا ساتھ نہ چھوڑا۔خود سادہ کھاتے اور دوسروں کو اچھا کھلانے کی تلقین کرتے، حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ عمدہ کھانا پیش کیا گیا، مگر آپ رضی اللہ عنہ نے تیل کے ساتھ روٹی کو ہی ترجیح دی، اور جو عوام کھا رہی تھی، اسی حالت پر اپنے آپ کو رکھا۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قحط کے شدید سال دیہاتی لوگوں کی اونٹ گیہوں، تیل اور دیگر چیزوں کے ساتھ خوب مدد فرمائی حتیٰ کہ دیہاتی لوگ آپ کی اس توجہ اور مدد کی وجہ سے خوش حال ہوگئے۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر دعاء فرمائی“ اے

www.idaraghufran.org

اللہ!ان کے رزق کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر پیدا فرما۔تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعاء کو ان لوگوں کے حق میں قبول فرمایا۔پھر جب بارش برسی ،تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الحمدللہ!اللہ کی قسم!اگر اللہ تعالیٰ اس آزمائش سے ان لوگوں کو نجات عطا نہ فرماتا،تو میں مسلمانوں کے کسی امیر گھرانے کو نہ چھوڑتا،مگر یہ کہ ان کے ساتھ ان کی تعداد کے بقدر فقراء کو شامل کر دیتا تاکہ اس کھانے کے نہ ملنے کی وجہ سے دو آدمی ہلاک نہ ہوں،جو ایک آدمی کو کافی ہو جاتا ہے(الادب المفرد) [1]

یعنی امیر کے پاس ایک آدمی کے بقدر بھی کھانا ہو تو اسے دو آدمی کھا کر زندہ رہ سکتے ہیں،بجائے اس کے کہ وہ کھانا دو آدمیوں کو بھی نہ ملے اور اس سے وہ دونوں ہلاک ہو جائیں۔

مساکین کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کا خاص یہ سلوک ہوتا،کہ جب بھی کوئی آپ کے لیے عمدہ کھانے لاتا،تو آپ مساکین اور غلاموں کو بلا لیتے اور ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانے میں شریک فرماتے۔اس کے برعکس آج کے دور میں نوکروں کو وہ کھانا تک نہیں کھلایا جاتا،جو خود کھایا جاتا ہے۔دیکھنے میں آتا ہے کہ ہوٹلوں وغیرہ میں لوگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہوتے ہیں،اور ان کے نوکر ایک کونے میں کھڑے ان کا منہ تک رہے ہوتے ہیں۔کم ازکم اتنا لحاظ ہونا چاہیے کہ جو خود کھایا جائے،ان کو بھی کھلایا جائے۔

چنانچہ حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

”میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ ایک بڑا پیالہ لے کر آئے جسے چند آدمی ایک چادر میں اٹھائے ہوئے تھے،انہوں نے

---

[1] حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِی ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِی یُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَامَ الرَّمَادَةِ – وَكَانَتْ سَنَةً شَدِیدَةً مُلِمَّةً، بَعْدَمَا اجْتَهَدَ عُمَرُ فِی إِمْدَادِ الْأَعْرَابِ بِالْإِبِلِ وَالْقَمْحِ وَالزَّیْتِ مِنَ الْأَرْیَافِ كُلِّهَا، حَتَّى بَلَحَتِ الْأَرْیَافُ كُلُّهَا مِمَّا جَهَدَهَا ذَلِکَ – فَقَامَ عُمَرُ یَدْعُو فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَهُمْ عَلَى رُئُوسِ الْجِبَالِ، فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ وَلِلْمُسْلِمِینَ، فَقَالَ حِینَ نَزَلَ بِهِ الْغَیْثُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، فَوَاللَّهِ لَوْ أَنَّ اللَّهَ لَمْ یُفْرِجْهَا مَا تَرَكْتُ بِأَهْلِ بَیْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِینَ لَهُمْ سَعَةٌ إِلَّا أَدْخَلْتُ مَعَهُمْ أَعْدَادَهُمْ مِنَ الْفُقَرَاءِ، فَلَمْ یَكُنِ اثْنَانِ یَهْلِكَانِ مِنَ الطَّعَامِ عَلَى مَا یُقِیمُ وَاحِدًا(الأدب المفرد للبخاری ج ا ص۱۹۸ رقم الحدیث ۵۶۲ باب المواساۃ فی السنۃ والمجاعۃ)

قال الألبانی: صحیح (حاشیۃ الأدب المفرد)

اس پیالے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مساکین اور اپنے گرد موجود لوگوں کے غلاموں کو بلایا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا برا کرے جو اپنے غلاموں کے ساتھ کھانے میں گریز کرتے ہیں۔حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم تو ان سے گریز نہیں کرتے ،لیکن ان پر اپنے نفسوں کو ترجیح دیتے ہیں۔اللہ کی قسم! ہمیں اتنا اچھا کھانا نہیں ملتا جو خود بھی کھائیں اور انہیں بھی کھلائیں (الادب المفرد) [1]

---

[1] كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِذْ جَاءَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بِجَفْنَةٍ يَحْمِلُهَا نَفَرٌ فِي عَبَائَةٍ، فَوَضَعُوهَا بَيْنَ يَدَيْ عُمَرَ، فَدَعَا عُمَرُ نَاسًا مَسَاكِينَ وَأَرِقَّاءَ مِنْ أَرِقَّاءِ النَّاسِ حَوْلَهُ، فَأَكَلُوا مَعَهُ، ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: " فَعَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ – أَوْ قَالَ: لَحَا اللَّهُ قَوْمًا – يَرْغَبُونَ عَنْ أَرِقَّائِهِمْ أَنْ يَأْكُلُوا مَعَهُمْ "، فَقَالَ صَفْوَانُ: أَمَا وَاللَّهِ، مَا نَرْغَبُ عَنْهُمْ، وَلَكِنَّا نَسْتَأْثِرُ عَلَيْهِمْ، لَا نَجِدُ وَاللَّهِ مِنَ الطَّعَامِ الطَّيِّبِ مَا نَأْكُلُ وَنُطْعِمُهُمْ(الأدب المفرد ج ١ ص ٨٠ رقم الحديث ٢٠١ باب هل يجلس خادمه معه إذا أكل)

قال الألبانی: صحيح(حاشية الأدب المفرد)

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

فٹ بال کا کھیل

پیارے بچو! پیارے بچو! ایک بچہ تھا، جس کا نام احمد تھا۔ احمد ایک اچھا بچہ تھا۔ اس کی طبیعت اور مزاج بہت اچھا تھا۔ وہ دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا، اور اچھے طریقے سے دوسروں کے ساتھ پیش آتا تھا۔ وہ اسکول میں پڑھا کرتا تھا۔ اس کے اسکول میں کچھ اچھے اور نیک دوست بھی تھے۔ ایک دن وہ اپنے اسکول کے دوستوں کے ساتھ سکول کے گراؤنڈ میں فٹ بال کھیل رہا تھا۔ احمد نے دیکھا کہ کونے میں ایک لڑکا کھڑا ہوا ہے اور انہیں کھیلتا دیکھ رہا ہے۔ احمد کو اس بات کا علم تھا کہ وہ لڑکا ان کی کلاس میں نیا ہے۔

احمد یہ کہتے ہوئے سوچنے لگا:

"وہ کچھ غمگین لگ رہا ہے"

احمد نے یہ سب کچھ محسوس کرلیا جبکہ اس کے دوستوں نے اس بات کو محسوس تک نہ کیا۔ اسامہ نے کہا "یہ نیا طالب علم کتنی بڑائی جتانے والا ہے!"

اور حمزہ نے کہا "صحیح کہا، یہ تو کلاس کے کسی بھی لڑکے سے بات کرنے کو تیار نہیں" پھر ایک ایک کر کے سارے طالب علموں نے اس سے ناواقفی کا اظہار کیا۔

احمد گھر آ گیا اور گھر میں وہ اس غم بھرے منظر کو بھلا نہ پا رہا تھا جو اس نے نئے طالب علم کے چہرے پر دیکھا تھا۔ اور احمد نے اس بات کی خبر اپنے والد اور اپنے بڑے بھائی کو کر دی۔ احمد کے والد نے اس سے پوچھا "آپ اس بچے کے قریب کیوں نہ گئے اور اس کو خوش آمدید کیوں نہ کہا؟ مجھے تو اس بات کا یقین ہے کہ وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہا ہوگا۔" احمد کے بڑے بھائی محمد نے اپنے والد کو کہا "صحیح کہا آپ نے ابا جان! میں تو اب تک اس دن کو یاد کرتا ہوں جب ہم اس نئے محلے میں آئے تھے، اور میں اپنے آپ کو کتنا تنہا محسوس کر رہا تھا۔"

احمد نے اپنے بڑے بھائی سے کہا "لیکن اب تو آپ کے بہت سارے اچھے اور نیک دوست ہیں

آپ نے ان کی دوستی کیسے حاصل کی؟''احمد کو اس کے بڑے بھائی نے کہا:''ایک دن میں اسکول گیا اور اپنے ساتھ اچھی اچھی کہانیوں کی کتاب لے گیا، پھر کلاس میں کسی بھی طالب علم کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ ہمارے آڑے آئے،اور ایک ایک کر کے سارے طالب علم ہمارے ارد گرد جمع ہو گئے،اور اس طرح وہ سب میرے دوست بن گئے۔''

احمد نے کہا:''آپ تو پسندیدہ اور خوش نما ہو بھائی! آپ نے تو بہت ہی کم وقت میں اتنے سارے اچھے اور نیک دوست بنا لئے۔''احمد کو اس کے بڑے بھائی نے ہاتھ میں پکڑے سیب کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے، جواب دیا''اس کا انحصار تو اس بات پر ہے کہ آپ ان سے کیسے بات کرتے ہو، ہمت کرو اور بغیر ہچکچائے اس سے بات کرو۔''

احمد کے والد نے اس سے کہا:''میں بچپن میں آپ کے بھائی جیسا ذہین نہیں تھا، کچھ دن میں بھی اکیلا رہا اور میرا کوئی دوست نہیں تھا،اور میں اتنی ہمت بھی نہ کرسکتا تھا کہ بچوں میں سے کسی کے پاس جاؤں اور جا کر دوستی کا ہاتھ بڑھاؤں،اور ایک بچہ نے میرے ساتھ مہربانی کا معاملہ کیا اور میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ خوش آمدید۔اسی طرح آہستہ آہستہ نیک اور اچھے بچے میرے دوست بڑھتے گئے۔''

احمد کے بڑے بھائی محمد نے دوبارہ سے احمد کو نصیحت کی اور کہا:''اسی طرح آپ کے لیے پہلا قدم اٹھانا ضروری ہے اور بغیر دیر کئے اپنے نئے دوست کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ۔''اگلے ہی دن احمد نے اسی لڑکے کو دیکھا کہ وہ ان کے نزدیک کھڑا ہوا انہیں دیکھ رہا ہے،تو احمد نے زور سے کہا:''خوش آمدید! میں احمد ہوں''۔یہ سن کر اس لڑکے نے بھی زور سے پکارا:''آپ کو بھی، میں محمود ہے''۔احمد نے محمود کو فٹ بال پاس کیا اور اسے بھی اپنے کھیل میں شامل کرلیا۔

پیارے بچو! یہ بہت اچھی عادت ہے کہ آپ کسی نئے آنے والے بچے کا استقبال کریں تا کہ وہ بھی آپ کی جماعت کا ایک حصہ بن جائے۔آپ بھی یہ بات بخوبی جانتے ہوں گے کہ کبھی کبھار آپ اسی طرح کی حالت میں ہوتے ہوں گے تو ہمت سے کام لیتے ہوئے دوسروں سے محبت والے سلوک سے پیش آئیں۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط 44) مفتی طلحہ مدثر

رضاعت میں خواتین کے اختیارات

معزز خواتین! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات کے رزق کا انتظام اور ذمہ داری خود اپنی ذات پر لے رکھی ہے، اسی زمین میں اللہ تعالیٰ سمندر کی گہرائیوں میں تیرنے والی عظیم الجثہ مچھلیوں سے لے کر خوردبین کے ذریعے نظر آنے والے جرثوموں تک، اور آسمان کی بلندیوں میں اڑنے والے شاہینوں سے لے کر زمین کے نیچے چھپے کیڑے مکوڑوں تک کو خوراک اور رزق محض اپنے فضل سے عطا فرمارہا ہے، ان تمام مخلوقات کی خوراک کا انتظام، انسان کی طاقت اور رسائی میں ہونا تو دور کی بات ہے، انسان کے لیے اس سارے انتظام کا تصور بھی بعید ہے، جو ہمارا رب مسلسل بلا کسی وقفہ کے جاری رکھے ہوئے ہے، اللہ تعالیٰ کا سورہ حجر میں ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ (سورة الحجر، ٢٠)

ترجمہ: اور ہم نے اس (زمین) میں تمہارے لیے روزی (اور زندگی) کے اسباب پیدا فرمائے، اور ان (مخلوقات) کے لیے بھی جن کو تم رزق نہیں دیتے (حجر)

انسان کی پیدائش سے پہلے ماں کے پیٹ میں ہی اللہ تعالیٰ انسان کے رزق کا فیصلہ فرمادیتے ہیں، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے:

ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ (صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمی فی بطن أمه، رقم الحديث 2643/1)

ترجمہ: پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے، تو اس (بچہ) میں روح پھونکتا ہے، اور اسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے، اس (پیدا ہونے والے بچہ) کے رزق کا، اس کی موت کا، اس کے عمل کا، اور اس کا کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی (مسلم)

بچہ کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ماں کی چھاتی کے ذریعے بچہ کی خوراک کا انتظام

فرما دیتے ہیں، جو بچہ کی فطری خوراک ہے، اور طبی اعتبار سے سب سے زیادہ فائدہ مند ہے، اسی دودھ پلانے کو عربی زبان میں ’’رِضاعت‘‘ کہا جاتا ہے، رضاعت کے بارے میں اسلام نے خواتین کو کیا اختیارات اور حقوق دیے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

رضاعت میں ماں کا حق

قرآن مجید میں رضاعت سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ

(البقرۃ، ۲۳۳)

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں، یہ مدت ان کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں (بقرہ)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی والدہ کے بارے میں ارشاد ہے:

وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ (القصص، ۷)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کی، کہ وہ اس (موسیٰ علیہ السلام) کو دودھ پلائیں (۷)

اگر ماں بلا معاوضہ یا معروف معاوضہ کے عوض اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی خواہش مند ہو، تو یہ اس کا حق اور اختیار ہے، شوہر یا کسی اور شخص کو اس بات کی اجازت نہیں ہے، کہ وہ ماں سے اس کا یہ حق چھین لے، کیونکہ ایسی صورت میں ماں کی ایذا رسانی ہوگی، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا (البقرۃ ۲۳۳)

ترجمہ: ماں کو اپنے بچہ کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے (بقرہ)

مذکورہ آیت میں والدہ کو بچہ کی وجہ سے تکلیف پہنچانے کی ممانعت ہے، اور اس بارے میں کوئی دو رائے نہیں ہوسکتیں، کہ اپنی حقیقی اولاد سے محبت، الفت اور لگاؤ کا جوجذبہ اللہ نے قلبِ مادر کو عطا کیا

ہے،وہ بشمول والد کسی اور کو نہیں دیا گیا،تو عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے، کہ رضاعت کی ذمہ داری کا سب سے پہلا حق اور اختیار ماں کا ہونا چاہیے،اسی وجہ سے تقریباً تمام فقہاء اسی مؤقف کے قائل ہیں۔

کیا ماں کو رضاعت پر مجبور کیا جا سکتا ہے؟

اگر ماں کے علاوہ کوئی اور خاتون دستیاب نہ ہو،یا دستیاب تو ہو،مگر بچہ اس کا دودھ قبول نہ کرے یا موجودہ دور میں کوئی اور دودھ اس کو موافق نہ آرہا ہو،یا والد اور بچہ کی ملکیت میں اتنی رقم نہ ہو،جس سے ماں کے دودھ کے علاوہ،کسی اور دودھ کا انتظام کیا جا سکے،تو ایسی تمام صورتوں میں شرعاً بچہ کی جان بچانے کے لیے ماں پر دودھ پلانا لازمی ہے،اگر وہ دودھ نہیں پلائی گی،تو گناہ گار ہوگی۔

لیکن ان مخصوص صورتوں سے ہٹ کر عام حالات میں ماں پر اپنے بچے کو دودھ پلانا لازمی ہے یا نہیں؟ تو اس میں دونوں قسم کی رائے موجود ہیں،بعض علماء کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا لازمی ہے،جبکہ بعض علماء کے نزدیک بچہ کی خوراک کا انتظام والد کے ذمہ ہے،جس کی وجہ سے ماں پر دودھ پلانا لازمی ہے،اور کچھ علماء درمیانی رائے کے قائل ہیں،ان کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا لازمی تو ہے،لیکن ماں کو عدالت کے ذریعے اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا(بالفاظِ دیگر دیانتاً لازم ہے قضاءً لازمی نہیں ہے)۔

رضاعت کا پیشہ اور اس کی اجرت

پرانے زمانے میں رواج تھا،کہ بہت سے علاقوں میں مائیں کچھ عرصہ دودھ پلانے کے بعد ایسی خواتین کو تلاش کرتی تھیں،جو باقاعدہ دودھ پلانے کا پیشہ اختیار کرتی تھیں،جنہیں اردو زبان میں دایہ،انّا وغیرہ کہتے ہیں،اس رواج کے پیچھے بہت سی معاشرتی،سماجی اور علاقائی مصلحتیں اور وجوہات ہوتی تھیں،اسی طرح کچھ علاقوں میں یہ عام لوگوں کا طریقہ تو نہیں ہوتا تھا،البتہ اونچے گھرانوں کی شریف زادیاں خود دودھ پلانے کو معیوب سمجھتی تھیں،جیسے ان کے دیگر گھریلو کام کاج

بھی عموماً خادمائیں اور ملازمین انجام دیتے تھے، ویسے ہی وہ اپنے بچوں کو دودھ پلوانے کے لیے دایہ وغیرہ رکھتی تھیں، اسی طرح کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں بھی قرآن مجید میں مذکور ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ (القصص، ۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کی، ان (موسیٰ) پر بندش کر رکھی تھی، تو اس (موسیٰ علیہ السلام کی بہن) نے کہا ”کیا میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں، جو تمہارے لیے اس بچہ کی پرورش کریں گے، اور اس کے خیر خواہ ہوں گے“ (قصص)

اس واقعہ میں بھی دودھ پلانے والیوں کا ذکر ہے، کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے اپنی والدہ کے علاوہ دوسری عورتوں کا دودھ حرام کر رکھا تھا۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی عرب میں یہی رواج تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی حقیقی والدہ حضرت آمنہ کے علاوہ، حضرت ثوبیہ اور حضرت حلیمہ سعدیہ سے رضاعت کا سیرت کی کتابوں میں ذکر ملتا ہے، چنانچہ (آج کے دور میں مصنوعی دودھ کی وجہ سے گو اس کا امکان کم ہے، خصوصاً شہروں میں) اگر کوئی خاتون اپنے بچے کے ساتھ کسی دوسرے کے بچے کو بھی دودھ پلانے کی خدمت سرانجام دے، اور اس پر معاوضہ لے، تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، اور یہ معاوضہ لینا بالکل جائز ہے۔

البتہ یہ حکم ماں کے علاوہ دیگر عورتوں کے حق میں ہے، اکثر فقہاء کے نزدیک ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے کا معاوضہ لینے کی حقدار نہیں ہے، البتہ بعض علماء کے نزدیک اگر کوئی امیر گھرانے کی عورت ہو، جہاں اپنے بچوں کو خود دودھ پلانے کا رواج نہ ہو، تو ایسی عورت معاوضہ لے سکتی ہے، اسی طرح اگر کسی عورت کو شوہر نے طلاق دے دی ہو، اور عدت ختم ہو چکی ہو، یا عورت طلاق بائن یا عدتِ وفات گزار رہی ہو، تو ایسی صورت میں ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے کا معاوضہ وصول کر سکتی ہے۔

چار حرمت والے مہینے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُّتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِىْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ.

ترجمہ: نبی ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے خطبہ میں) فرمایا کہ (اس وقت) زمانہ کی وہی رفتار ہے، جس دن اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا (یعنی اب اس کے دنوں اور مہینوں میں کمی زیادتی نہیں ہے، جو جاہلیت کے زمانے میں مشرک کیا کرتے تھے، اب وہ ٹھیک ہوکر اس طرز پر آ گئی ہے، جس پر ابتداء اور اصل میں تھی لہٰذا) ایک سال بارہ مہینہ کا ہوتا ہے، ان میں چار مہینے حرمت وعزت والے ہیں، جن میں تین مہینے مسلسل ہیں، یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے جو کہ جمادی الاخریٰ اور ماہِ شعبان کے درمیان آتا ہے (بخاری، حدیث نمبر4462)

فائدہ: معلوم ہوا کہ قمری مہینوں کی جو ترتیب اور ان مہینوں کے جو نام اسلام میں معروف ومشہور اور رائج ہیں وہ انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے نہیں ہیں، بلکہ ربُّ العالمین نے جس دن آسمان وزمین پیدا کئے تھے اسی دن یہ ترتیب اور یہ نام اور ان کے ساتھ خاص مہینوں کے خاص احکام بھی متعین وطے فرما دیئے تھے، اور ان میں بھی چار مہینے حرمت وعزت والے ہیں۔

عارف فوڈز

حاجی محمد عارف
0300-5131250
0315
0322-5503460
حاجی عمران

حاجی امجد
0300-5198823
0315
حاجی کامران
0321-5353160
0312

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امر پورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

مہینوں میں سب سے معظم ومکرم مہینہ، ذوالحجہ کا مہینہ ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃُ الوداع کے (نو یا دس ذی الحجہ کے) خطبہ میں فرمایا کہ کون سا دن زیادہ حرمت وعظمت والا ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ہمارا یہی دن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون سا مہینہ زیادہ حرمت وعظمت والا ہے؟ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ہمارا یہ (ذی الحجہ کا) مہینہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پس تمہارے خون (یعنی جان) اور تمہارے مال، تم پر (یعنی ایک دوسرے پر) اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس مہینے، اس دن اور اس شہر (یعنی حرم) کی عظمت وحرمت ہے (مسند احمد، حدیث نمبر14365)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَيِّدُ الشُّهُوْرِ شَهْرُ رَمَضَانَ وَاَعْظَمُهَا حُرْمَةً ذُوالْحِجَّةِ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے، اور تمام مہینوں میں زیادہ معظم ومکرم ذوالحجہ کا مہینہ ہے (شعب الایمان، حدیث نمبر3479)

مذکورہ حدیث سے ذی الحجہ کے مہینہ کی فضیلت وعظمت معلوم ہوئی، اس لیے ذُوالحجہ کے بابرکت مہینے کی قدر کرتے ہوئے اس مہینے میں گناہوں سے بچنے اور نیکی وتقوے کو اختیار کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

حرمت والے مہینوں میں نیک اعمال کا درجہ وفضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا کہ:

ترجمہ: صبر یعنی رمضان کے مہینے کے روزے رکھو اور ہر مہینے میں ایک دن کا روزہ رکھ لیا کرو، ان صحابی نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے لہٰذا میرے لئے اور اضافہ کردیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کیجئے، پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لئے اور اضافہ فرمادیجئے (کیونکہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کیجئے، پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لئے اور اضافہ فرمادیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَشْھُرِ حُرُمْ (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم، اور رجب کے مہینوں) میں روزہ رکھو اور چھوڑو (آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی) اور آپ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا ان کو ساتھ ملادیا پھر چھوڑ دیا (یعنی کہ ان مہینوں میں تین دن روزہ رکھو پھر تین دن ناغہ کرو اور اسی طرح کرتے رہو) (ابوداؤد، حدیث نمبر2428)

ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے مہینوں کا شمار چار حرمت والے مہینوں میں ہوتا ہے، اور اسلام میں ان مہینوں میں عبادت وطاعت کی خاص فضیلت ہے، اور روزہ بھی عبادت وطاعت میں داخل ہے، اس لئے ان مہینوں میں حسبِ توفیق جتنے ممکن ہوں نفلی روزے رکھنا اور دیگر نیک اعمال بھی باعثِ فضیلت ہیں۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت واہمیت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن ہیں (کشف الاستار،حدیث نمبر1128)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ، وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعَمَلُ فِيهِنَّ مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ فَأَكْثِرُوْا فِيهِنَّ التَّسْبِيحَ، وَالتَّكْبِيرَ، وَالتَّهْلِيلَ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث 11116)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عظیم اور زیادہ پسندیدہ نہیں ہیں، جن میں (نیک) عمل کیا جائے، ذی الحجہ کے دس دنوں کے مقابلہ میں، تو تم ان دس دنوں میں تسبیح، اور تکبیر اور تہلیل کی کثرت کیا کرو۔

فائدہ: تہلیل سے مراد ''لاالٰــہ الا اللّٰــہ'' اور تکبیر سے مراد ''اللّٰــہ اکبــر'' اور تحمید سے مراد ''الحمد للّٰہ'' اور تسبیح سے مراد ''سبحان اللّٰہ'' یا ان جیسے وہ کلمات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور بڑائی اور حمد وثناء اور تسبیح بیان کی گئی ہو۔

کیونکہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ انتہائی فضیلت کا حامل ہے، اور اس میں دوسری عبادتوں کی بھی فضیلت ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ان اذکار کی بھی خاص فضیلت ہے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

”عمل بالحدیث“ کاحکم (قسط5)

علامہ ابنِ عابدین شامی اور علامی سیوطی کا حوالہ

علامہ ابنِ عابدین شامی ”تنقیحُ الفتاویٰ الحامدیة“ میں فرماتے ہیں کہ:

قال فی جواهر الفتاوی :لو أن رجلا من أهل الاجتهاد برء من مذهبه فی مسألة أو فی أکثر منها باجتهاد لما وضح له من دلیل الکتاب أو السنة أو غیرهما من الحجج لم یکن ملوما ولا مذموما بل کان مأجورا محمودا وهو فی سعة منه وهکذا أفعال الأئمة المتقدمین.

فأما الذی لم یکن من أهل الاجتهاد فانتقل من قول إلی قول من غیر دلیل .لکن لما یرغب من غرض الدنیا وشهوتها فهو مذموم آثم مستوجب للتأدیب، والتعزیر لارتکابه المنکر فی الدین واستخفافه بدینه ومذهبه .اهـ.

ونقل السیوطی فی رسالته المسماة بجزیل المواهب فی اختلاف المذاهب من فصل الانتقال من مذهب إلی مذهب وهو جائز إلی أن قال وأقول:للمنتقل أحوال:

الأول أن یکون السبب الحامل له علی الانتقال أمرا دنیویا کحصول وظیفة أو مرتب أو قرب من الملوک وأهل الدنیا فهذا حکمه کمهاجر أم قیس لأن الأمور بمقاصدها.

ثم له حالان الأول: أن یکون عاریا من معرفة الفقه لیس له فی مذهب إمامه سوی اسم شافعی أو حنفی کغالب متعممی زماننا أرباب الوظائف فی المدارس حتی أن رجلا سأل شیخنا العلامة الکافیجی -

رحمه الله تعالى -مرة يكتب له على قصة تعليقا بولاية أول وظيفة تشغر بالشيخونية فقال له :ما مذهبك فقال :مذهبى خبز وطعام يعنى وظيفة أما فى الشافعية أو المالكية أو الحنابلة فإن الحنفية فى الشيخونية لا خبز لهم ولا طعام .

فهذا أمره فى الانتقال أخف لا يصل إلى حد التحريم لأنه إلى الآن عامى لا مذهب له يحققه فهو يستأنف مذهبا جديدا .

ثانيهما أن يكون فقيها فى مذهب ويريد الانتقال لهذا الغرض فهذا أمره أشد وعندى.أنه يصل إلى حد التحريم لأنه تلاعب بالأحكام الشرعية لمجرد غرض الدنيا.

الحال الثانى أن يكون الانتقال لغرض دينى وله صورتان :

الأولى أن يكون فقيها فى مذهبه وقد ترجح عنده المذهب الآخر لما رآه من وضوح أدلته وقوة مداركه فهذا ما يجب عليه الانتقال أو يجوز كما قاله الرافعى، ولهذا لما قدم الشافعى مصر تحول أكثر أهلها شافعية بعد أن كانوا مالكية.

والثانية أن يكون عاريا من الفقه وقد اشتغل بمذهبه فلم يحصل منه على شىء ووجد مذهب غيره سهلا عليه سريعا إدراكه بحيث يرجو التفقه فيه فهذا يجب عليه الانتقال قطعا ويحرم التخلف لأن التفقه على مذهب إمام من الأئمة الأربعة خير من الاستمرار على الجهل وليس له من التمذهب سوى اسم حنفى أو شافعى أو مالكى فالتمذهب على مذهب أى إمام كان خير من الجهل بالفقه على كل المذاهب فإن الجهل بالفقه تقصير كبير، وقل أن تصح معه عبادة وأظن هذا هو السبب لتحول الطحاوى حنفيا بعد أن كان شافعيا ....

www.idaraghufran.org

الحال الثالث :أن یکون الانتقال لا لغرض دینی ولا لغرض دنیوی بل مجردا عن القصد فهذا یجوز للعامی.

ویکره أو یمنع للفقیه لأنه قد حصل فقه ذلک المذهب ویحتاج إلی زمن آخر لتحصیل فقه هذا المذهب فیشغله ذلک عما هو الأهم من العمل بما تعلمه وقد ینقضی العمر قبل حصول المقصود من المذهب الثانی فالأولی ترک ذلک انتهت عبارة الرسالة (العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة، ج۲،ص۳۲۸،مسائل وفوائد شتی من الحظر والإباحة وغیر ذلک)

ترجمہ:''جواھر الفتاوی''میں فرمایا کہ اگر اہلِ اجتہاد میں سے کوئی شخص اپنے مذہب کے کسی مسئلہ سے، یا چند مسائل سے بری ہوجائے، اس اجتہاد کی بناء پر، جو اس کے لیے کتاب، یا سنت، یا ان کے علاوہ دیگر دلائل میں سے کسی دلیل سے واضح ہو، تو وہ نہ قابلِ ملامت ہوگا اور نہ قابلِ مذمت ہوگا، بلکہ اجر وثواب اور تعریف کا مستحق ہوگا، یہی کچھ اس کی وسعت میں تھا، اور اسی طرح متقدمین کے ائمہ کا طرزِ عمل رہا ہے۔[1]

لیکن جو شخص اہلِ اجتہاد میں سے نہ ہو، پھر وہ ایک قول سے دوسرے قول کی طرف بغیر دلیل کے منتقل ہوجائے، اور اس کی وجہ دنیا کی غرض اور دنیا کی شہوت پوری کرنا ہو (مثلاً مال کا بٹورنا، جیسا کہ آگے آتا ہے) تو وہ قابلِ مذمت اور گناہ گار ہوگا، تادیب وتعزیر کا مستحق ہوگا، کیونکہ اس نے دین میں، منکر فعل کا ارتکاب کیا، اور اس نے اپنے دین اور مذہب کی تخفیف کی (جس کی مثال آگے آتی ہے)

اور (علامہ جلال الدین) سیوطی نے اپنے رسالہ''جزیلُ المواهب فی اختلاف المذاهب''میں ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے کی فصل کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

پھر انہوں نے فرمایا کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے والے کی

[1] لیکن آج بعض ناواقف حضرات کی طرف سے اس کے مطابق عمل کے اختیار کرنے والے کو قابلِ ملامت اور قابلِ مذمت اور گناہ کا مستحق اور متقدمین کے طرزِ عمل سے منحرف سمجھا جاتا ہے۔محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

چند حالتیں ہیں۔

پہلی حالت یہ ہے کہ منتقل ہونے پر ابھارنے کا سبب دنیوی امر ہو، جیسا کہ وظیفہ کا حصول، یا کسی منصب کا حصول، یا حکمرانوں اور اہلِ دنیا کا قرب حاصل کرنا، تو اس کا حکم مہاجرام قیس کی طرح ہے، کیونکہ چیزوں کا مدار اپنے مقاصد پر ہوتا ہے۔ [1]

پھر ایسے شخص کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ وہ فقہ کی معرفت سے کورا و نابلد ہو، اس کو کسی امام کے مذہب سے سوائے شافعی، یا حنفی وغیرہ کے نام کے، اور کوئی تعلق نہ ہو، جیسا کہ ہمارے زمانے کے عام طور پر مدارس میں تنخواہ یافتہ حضرات کی حالت ہے، یہاں تک کہ ایک شخص نے ہمارے شیخ علامہ کافیجی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ سوال کیا کہ وہ ایک واقعہ کا جواب تحریر کریں، جو شیخونیہ (مصر) کے پہلے غیر متعین وظیفے کی ولایت کے متعلق تھا، اس نے کہا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ تو اس وظیفہ لینے والے نے کہا کہ میرا مذہب روٹی اور کھانا، یعنی تنخواہ ہے، یا تو شافعیہ کے یہاں، یا مالکیہ کے یہاں، یا حنابلہ کے یہاں، کیونکہ حنفیہ کے شیخونیہ میں نہ تو روٹی ملتی، اور نہ کھانا ملتا۔

پس اس طرح ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونا خفیف ترین درجہ رکھتا ہے، جو حرمت کی حد تک نہیں پہنچتا، کیونکہ وہ ابھی تک ایسا عامی ہے، جس کا کوئی مذہب محقق نہیں ہوتا، پس مذکورہ طرزِ عمل کے نتیجے میں وہ مذہبِ جدید کو اختیار کرنے والا ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جیسی اور جس قسم کی نیت ہوگی، ویسا ہی حکم ہوگا، اور یہ چیز ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے والے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر عمل کا دارو مدار نیتوں پر ہی ہے، جیسا کہ مشہور حدیثِ ہجرت میں اس کی صراحت ہے، پھر بعض لوگوں کا، دوسرے تمام اعمالِ زندگی کو نظر انداز کر کے اس کو مبحوث فیہ مسئلہ کے ساتھ خاص کر کے نمایاں وممتاز کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں جائز و مباح، بلکہ اچھی نیتوں کو بھی نظر انداز کر کے، سب پر یکساں عدمِ جواز کا حکم لگا دیا جائے، اور اس طرح جائز و مستحب، اور واجب امور بھی ناجائز ٹھہر جائیں، جیسا کہ جائز اور واجب صورتیں آگے آتی ہیں۔ محمد رضوان۔

[2] ملاحظہ فرمایئے کہ عامی شخص کو دنیا کے جائز مفاد کی خاطر منتقل ہونے پر مذہبِ جدید اختیار کرنے والا قرار دیا جا رہا ہے، اور اس زمانے کے تنخواہ یافتہ اہلِ مدارس کو بھی، جو برائے نام حنفی شافعی ہوں، اس حکم میں شامل کیا جا رہا ہے۔
آج بھی بعض ائمۂ مساجد تنخواہ کی خاطر، حنفی ہونے کے باوجود، شافعی، اور حنبلی وغیرہ مذاہب کی مساجد میں امامت وخطابت وغیرہ سرانجام دیتے ہیں، اور وہاں تدریس وغیرہ بھی کرتے ہیں، جبکہ وہ حنفی مدارس سے فارغ التحصیل اور عالم فاضل بھی ہوتے ہیں۔ محمد رضوان۔

اوراس کی دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کسی مذہب کا فقیہ ہو،اور مذکورہ غرض کی بنیاد پر ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہو،تو اس کا معاملہ زیادہ شدید ہے،اور میرے نزدیک وہ حرمت کی حد تک پہنچ جاتا ہے،کیونکہ اس میں محض دنیا کی غرض سے احکامِ شریعت کے ساتھ کھلواڑ کرنا پایا جاتا ہے۔ [1]

اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے والے کی دوسری حالت یہ ہے کہ اس کا منتقل ہونا،دینی غرض کی وجہ سے ہو،اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کا فقیہ ہو،اوراس کے نزدیک دوسرے مذہب کا راجح ہونا،ثابت ہوگیا ہو،کیونکہ اس نے دوسرے مذہب کے واضح دلائل اور قوی مدارک کو دیکھ لیا ہے،تو اس کے ذمہ اس مذہب کی طرف منتقل ہونا واجب ہے،یا کم از کم جائز ہے،جیسا کہ رافعی نے فرمایا،اوراسی وجہ سے جب امام شافعی،مصر میں تشریف لائے،تو مصر کے اکثر لوگ شافعی ہوگئے،جو کہ پہلے مالکی تھے۔

اوردوسری صورت یہ ہے کہ وہ فقہ سے کورا و نابلد ہے،اور وہ اپنے مذہب کے حصولِ علم میں مشغول ہے،لیکن اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا،اوراس نے دوسرے مذہب کو اپنے لیے سہل اور آسان محسوس کیا،جس کا ادراک جلدی ہوجاتا ہے،اوراس کے نتیجے میں وہ تفقہ کی امید رکھتا ہے،تو اس کے ذمہ قطعی طور پر منتقل ہونا،واجب ہے،اور تخلف حرام ہے،اس لیے کہ ائمۂ اربعہ میں سے کسی امام کے مذہب کے مطابق تفقہ حاصل کرنا، جہل کو برقرار رکھنے سے بہتر ہے،اوراس کا مذہب سوائے حنفی،یا شافعی،یا مالکی نام کے اور کوئی نہیں،پس کسی بھی امام کے مذہب کو اختیار کرنا،تمام مذاہب کے فقہ سے جاہل رہنے کے مقابلے میں بہتر ہے،کیونکہ فقہ سے جاہل رہنا،بہت بڑی کوتاہی ہے،اور ایسی صورت میں عبادت کا صحیح ہونا،نادِر ہے،اور میرے گمان کے مطابق امام طحاوی

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اگر فقیہ ہوکر محض مال وجاہ وغیرہ کی غرض سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہو،دلیل کی وجہ سے منتقل نہ ہو،نہ ہی کسی دشواری سے بچنا اور دین پر عمل پیرا ہونا مقصود ہو،تو یہ حرام ہے،اور دلیل یا ضرورت وسہولت کی وجہ سے منتقل ہونے والا،اس سے خارج ہے،اس لیے اس کا ذکر آگے الگ حالت میں آتا ہے۔محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

کے حنفی ہونے کا سبب بھی یہی تھا، جو کہ پہلے شافعی تھے۔............

اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے والے کی تیسری حالت یہ ہے کہ اس کا منتقل ہونا، نہ تو دینی غرض پر مبنی ہو، اور نہ دنیاوی غرض پر مبنی ہو، بلکہ وہ دونوں میں سے کسی چیز کا قصد کیے بغیر منتقل ہو جائے، تو ایسا کرنا عامی شخص کے لیے جائز ہے۔ اور فقیہ کے لیے مکروہ یا ممنوع ہے، کیونکہ اس نے اس مذہب کے فقہ کو حاصل کرلیا ہے، اور وہ دوسرے زمانے میں اس مذہب کے فقہ کو حاصل کرنے کا محتاج ہے، اور اس طرزِ عمل کے نتیجے میں وہ جو کچھ علم حاصل کر چکا ہے، اس پر عمل سے محروم ہو جائے گا، جو کہ زیادہ اہم ہے، اور دوسرے مذہب کے مقصود کو حاصل کرنے سے پہلے، عمر ختم ہو جائے گی، پس اولیٰ و بہتر، اس سے اجتناب کرنا ہے، علامہ سیوطی کے رسالہ کی عبارت ختم ہوئی (العقود الدرية)

علامہ سیوطی نے تمام صورتوں اور ان کے الگ الگ حکم کو علیحدہ بیان کر دیا ہے، اور موجودہ دور کے غیر فقیہ حضرات کی طرح سب کو ایک لکڑی نہیں ہانکا۔

اور علامہ شامی کا اس عبارت کو نقل کرنا، اور تردید نہ کرنا، اس بات کا قرینہ ہے کہ وہ بھی مذکورہ موقف سے اختلاف نہیں رکھتے۔

علامہ جلالُ الدین سیوطی کی جس عبارت کو، علامہ شامی نے نقل کیا ہے، اس کے شروع کی مکمل عبارت علامہ شامی نے نقل نہیں فرمائی، اس لیے اس عبارت کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ:

فصل في الانتقال من مذهب الى مذهب: وهو جائز كما جزم به الرافعي، وتبعه النووي، قال في الروضة : اذا دونت المذاهب، فهل يجوز للمقلد أن ينتقل من مذهب الى مذهب؟ ان قلنا يلزمه الاجتهاد في طلب الأعلم، وغلب على ظنه أن الثاني أعلم ينبغي أن يجوز، بل يجب، وان خيرناه فينبغي أن يجوز ايضا، كما لو قلد في القِبلة هذا اياما، وهذا اياما.

واقول للمنتقل أحوال: (جزيل المواهب في اختلاف المذاهب، ص ۴۱،فصل في الانتقال من مذهب الى مذهب، الناشر: دارالنصر للطباعة الاسلاميه، القاهرة)

ترجمہ: یہ فصل ہے،ایک مذہب سے، دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے کی، اور ایسا کرنا جائز ہے،جیسا کہ اس پر رافعی نے یقین ظاہر کیا ہے،اورامام نووی نے اس کی اتباع کی ہے،چنانچہ انہوں نے''الروضة''میں فرمایا کہ: جب مذاہب مدون کردیئے گئے،تو کیا مقلد کے لیے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونا جائز ہے؟ تو اگر ہم زیادہ علم والے کی طلب میں اجتہاد کو لازم قرار دیں،اوراس کے گمان میں یہ غالب آجائے کہ دوسرا زیادہ علم والا ہے،تو منتقل ہونا، نہ صرف یہ کہ جائز ہوگا، بلکہ واجب ہوگا،اوراگر ہم اس کو زیادہ علم والے کی طلب کرنے میں اختیار دیں (لازم قرار نہ دیں) تو ایسی صورت میں بھی ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونا جائز ہوگا،جیسا کہ وہ اگر چند دن اس مذہب کی مسئلۂ قبلہ میں تقلید کرے،اور چند دن دوسرے کی تقلید کرے،تو یہ بھی جائز ہے۔

اور میں کہتا ہوں کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے والے کی چند حالتیں ہیں (جزیلُ المواهب)

اس سے معلوم ہوا کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے کا اصل حکم تو جواز کا ہی ہے،البتہ بعض صورتوں میں عدمِ جواز کا کوئی عارض پیش آکر ان کا حکم جواز سے مستثنیٰ ہوسکتا ہے۔

لیکن آج بہت سے علماء اصل حکم تو عدمِ جواز کا بیان کرتے ہیں،اور جواز کے لیے اتنی سخت شرائط عائد کردیتے ہیں کہ جن کا وجود بھی متعذر رہوتا ہے،جن کا حاصل پھر عدمِ جواز ہی ٹھہرتا ہے، یہ طرزِ عمل ہمارے نزدیک نامناسب ہے۔

اورعلامہ شامی نے،علامہ سیوطی کی جہاں تک عبارت نقل کی ہے،اس کے بعد علامہ سیوطی کی مندرجہ ذیل عبارت بھی ہے:

ومن قال ــ من مفتي المالكية اليوم ــ : أن من تحول عن مذهبه فبئس

www.idaraghufran.org

ما صنع، وأطلق ولم يقيد فبئس ما صنع هو، لأن إمام مذهبه الشيخ جمال الدين بن الحاجب لم يقل بذلک.

وأما من يقول: إنه يجوز لغير الحنفي أن يتحول حنفيا، ولا يجوز للحنفي أن يتحول شافعيا ،أو غيره، فهو تحكم لادليل عليه، وتعصب محض، فإن الأئمة كلهم في الحق سواء، ولم يأت حديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بتمييز مذهب أبي حنيفة عن غيره، والاستدلال بتقدم زمنه لا ينهض، ولو صح لوجب تقليده على كل أحد، ولم يجز تقليد غيره البتة، وهو خلاف الإجماع وخلاف الحديث المصدر به، ويلزم عليه طرد ذلک في بقية المذاهب، فيقال بتجويز الانتقال من مذهب المتأخر إلى مذهب المتقدم كالشافعي يتحول مالكيا، والحنبلي يتحول شافعيا، دون العكس، وهذا الحنفي لم يقل به، وكل قول لا دليل عليه فانه مردود لا يعتد به.

وإن كان لابد من الترجيح فمذهب الشافعي أولى بالترجيح، لأنه أقرب إلى موافقة الحديث، ومذهبه اتباع الحديث وتقديمه على الرأي (جزيل المواهب في اختلاف المذاهب، ص ۴۴، ۴۵،فصل في الانتقال من مذهب الى مذهب، الناشر: دارالنصر للطباعة الاسلاميه، القاهرة)

ترجمہ:اور موجودہ دور میں مالکیہ کے مفتی وغیرہ نے جو یہ بات کہی ہے کہ جو شخص ان کے مذہب سے پھر گیا،تو اُس کا یہ طرزِ عمل برا ہے،اورانہوں نے یہ بات مطلقاً کہی ہے،اورکوئی قید نہیں لگائی،حالانکہ خود مذکورہ مفتی کا یہ طرزِ عمل ہی برا ہے،کیونکہ ان کے مذہب کے امام شیخ جمال بن حاجب کا یہ قول نہیں ہے۔ [1]

[1] ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح مخصوص مذہب سے پھرنے کے علی الاطلاق برا ہونے کی تردید کی گئی ہے،مگرآج پھر بعض متعصب مقلدین کی طرف سے مذہبِ معین کی پابندی کو اتنا ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ اس سے پھرنے پر علی الاطلاق نکیر کی جانے لگی ہے،اور نہ جانے کیا کیا الزامات عائد کیے جانے لگے ہیں،جو ہم رات دن بعض دینی مدارس کے ماحول میں سنتے ہیں۔محمد رضوان

اور رہا اُس شخص کا قول، جو یہ کہتا ہے کہ غیر حنفی کے لیے تو حنفی مذہب اختیار کرنا جائز ہے، لیکن حنفی کے لیے شافعی، یا دوسرا مذہب اختیار کرنا جائز نہیں، تو یہ صرف زور زبردستی کا حکم ہے، جس کی کوئی دلیل نہیں، اور یہ بات تعصبِ محض پر مبنی ہے۔ [1]

کیونکہ تمام ائمہ، حق میں برابر ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بھی امام ابوحنیفہ کے مذہب کو دوسروں کے مذہب سے ممتاز کرنے کے لیے وارد نہیں ہوئی، اور امام ابوحنیفہ کا زمانے کے مقدم ہونے سے استدلال بھی وزن نہیں رکھتا، اور اگر اس استدلال کو صحیح مان لیا جائے، تو ہر ایک پر امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہوگی، اور کسی اور کی تقلید بالکل بھی جائز نہیں ہوگی، جبکہ یہ بات اجماع کے بھی خلاف ہے، اور ذکر شدہ حدیث کے بھی خلاف ہے، اور اس سے بقیہ مذاہب کا مردود ہونا لازم آئے گا، اور اس کے نتیجے میں یہ کہنا پڑے گا کہ بعد والے امام کے مذہب سے پہلے والے امام کے مذہب کی طرف منتقل ہونا چاہیے، جیسا کہ شافعی کو مالکی بن جانا چاہیے، اور حنبلی کو شافعی بن جانا چاہیے، اس کے برعکس نہیں ہونا چاہیے، حالانکہ مذکورہ حنفی اس بات کا قائل نہیں، اور ہر ایسا قول جس کی دلیل نہ ہو، تو وہ مردود اور ناقابلِ اعتبار ہوا کرتا ہے۔

اور اگر ترجیح دینا ضروری ہی ہو، تو امام شافعی کا مذہب، ترجیح کے زیادہ لائق ہے، کیونکہ وہ موافقتِ حدیث کے زیادہ قریب ہے، اور امام شافعی کا مذہب حدیث کی اتباع کرنے، اور حدیث کو رائے پر مقدم رکھنے کا ہے (جزیلُ المواھب)

ہم افسوس کے علاوہ اور کیا کہیں کہ موجودہ دور میں اس سے بھی بڑھ کر جہالت وتعصب کا سامنا ہے، اور علم کے رنگ میں جہالت کوٹ کوٹ کر بھر چکی ہے۔

ہر مذہب والا اپنے مذہب کی طرف کھینچنے کے لیے ایسے ایسے دلائل پیش کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے دوسرے حق مذاہب کی تنقیص وتحقیر لازم آجاتی ہے۔

---

[1] مگر آج جب ہم اس کو تعصب پر مبنی قرار دیتے ہیں، تو متعصبین سر چڑھ کر دوڑتے ہیں، اور طرح طرح سے طعن وتشنیع کرنے لگتے ہیں، کیونکہ اس کی وجہ سے ان کی تعصب کی رَگ پھڑک اٹھتی ہے۔ محمد رضوان

www.idaraghufran.org

علامہ جلال الدین سیوطی، مذکورہ کتاب میں ہی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

اعلم ان اختلاف المذاهب فى هذه الملة نعمة كبيرة، وفضيلة عظيمة، وله سر لطيف، أدركه العالمون، وعمى عنه الجاهلون، حتى سمعت بعض الجهال يقول: النبى صلى الله عليه وسلم جاء بشرع واحد، فمن أين مذاهب أربعة؟ومن العجب أيضا من يأخذ فى تفضيل بعض المذاهب تفضيلا يؤدى إلى تنقيص المفضل عليه، وسقوطه، وربما أدى إلى خصام بين السفهاء وصارت عصبية وحمية الجاهلية، والعلماء منزهون عن ذلك، وقد وقع الخلاف فى الفروع بين الصحابة رضى الله عنهم ، وهم خير الأمة ، فما خاصم أحد منهم أحدا، ولا عادى أحد أحدا، ولا نسب أحد أحدا الى خطأ ولا قصور.

والسر الذى أشرت إليه قد استنبطته من حديث ورد: أن اختلاف هذه الأمة رحمة من الله لها، وكان اختلاف الأمم السابقة عذابا وهلاكا، هذا أو معناه ولايحضرنى الآن لفظ الحديث.

فعرف بذلك أن اختلاف المذاهب فى هذه الملة خصيصة فاضلة ، لهذه الأمة، وتوسيع فى هذه الشريعة السمحة السهلة فكانت الأنبياء قبل النبى صلى الله عليه وسلم يبعث أحدهم بشرع واحد، وحكم واحد، حتى من ضيق شريعتهم لم يكن فيها تخيير فى كثير من الفروع التى شرع فيها التخيير فى شريعتنا كتحتم القصاص فى شريعة اليهود، وتحتم الدية فى شريعة النصارى، ومن ضيقها ايضا لم يجتمع فيها الناسخ والمنسوخ كما وقع فى شريعتنا، ولذا أنكر اليهود النسخ فاستعظموا نسخ القِبلة ، ومن ضيقها أيضا أن كتابهم لم يكن يقرأ إلا على حرف واحد كما ورد بكل ذلك أحاديث.

وهـذه الشـريـعة سـمحة سهلة لا حرج فيها، كما قال الله تعالى:"يريد الـلـه بكم اليسر"، وقال تعالى: "وما جعل عليكم فى الدين من حرج" وقال صلى الله عليه وسلم:"بعثت بالحنيفية السمحة"

فمن سعتها أن كتابها أنزل على سبعة أحرف، يقرأ بأوجه، والكل كلام الله عزوجل، ووقع فيها الناسخ والمنسوخ ليعمل بهما جميعا فى هذه الـمـلة، فـى الـجـمـلة فـكـأنه عمل فيها بالشرعين جميعا ، ووقع فيها التخيير بين أمرين، شرع كل منهما فى ملة، كالقصاص والدية، فكأنها جـمعت الشريعتين معا وزادت حسنا بشرع ثالث، وهو التخيير الذى لم يكن فى أحد من الشريعتين ، ومن ذلك مشروعية الاختلاف بينهم فى الفروع.

فـكـانـت الـمذاهب على اختلافها كشرائع متعدده، كل مأمور بها فى هـذه الشـريـعة، فـصـارت هذه الشريعة كأنها عدة شرائع ، بعث النبى صلى الله عليه وسلم بجميعها.

وفـى ذلك توسعة زائدة لها وفخامة عظيمة لقدر النبى صلى الله عليه وسـلـم وخـصـوصية له على سائر الأنبياء ، حيث بعث كل منهم بحكم واحـد، وبـعـث هـو صـلـى الـلـه عليه وسلم فى الأمر الواحد، بأحكام متـنـوعة، يحكم بكل منها ينفذ ويصوب قائله ويؤجر عليه، ويهدى به، وهـذا مـعـنـى لـطيف فتـح الله به، يستحسنه كل من له ذوق وإدراك لأسرار الشريعة.

وقـد ذكـر السبـكـى فـى تـاليف لـه : " أن جـمع الشرائع السابقة هى شـرائـع الـنبى صلى الله عليه وسلم ، بعث بها الأنبياء السابقة كالنيابة عـنـه، لأنـه نبى وآدم بين الروح والجسد، وجعل إذ ذاك نبى الأنبياء

وقرر ذلك قوله صلى الله عليه وسلم :"بعثت إلى الناس كافة" فجعله مبعوثا إلى الخلق كلهم من لدن آدم إلى أن تقوم الساعة في كلام طويل مشتمل على نفائس بديعات ، وقد سقته في أول كتاب المعجزات ، فإذا جعل السبكى جميع الشرائع التى بعثت بها الأنبياء ، شرائع له صلى الله عليه وسلم زيادة فى تعظيمه، فالمذاهب التى استنبطها أصحابه من أقواله وأفعاله على تنوعها شرائع متعددة له من باب أولى خصوصا (جزيل المواهب فى اختلاف المذاهب، ص ۲۵ الى ۳۰،فصل فى أن اختلاف المذاهب فى هذه الملة نعمة كبيرة ، الناشر: دارالنصر للطباعة الاسلاميه، القاهرة)

ترجمہ: یہ بات جان لینی چاہیے کہ اس امت میں مذاہب کا اختلاف بڑی نعمت اور عظیم فضیلت کا باعث ہے،اوراس میں باریک راز ہے،جس کا علماء ہی ادارک کر سکتے ہیں، جاہل لوگ اس سے کورے ہیں، یہاں تک کہ میں نے بعض جاہلوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک شریعت لائے تھے،تو چار مذاہب کہاں سے آ گئے؟ اور یہ بات بھی قابلِ تعجب ہے کہ کوئی شخص بعض مذاہب کی اتنی زیادہ فضیلت بیان کرتا ہے، جو دوسرے مذاہب کی تنقیص اوران کے ناقابلِ اعتبار ہونے کا سبب بن جاتی ہے،اور بعض اوقات بے وقوفوں کے درمیان لڑائی جھگڑے اور عصبیت اور جاہلیت والی حمایت کا باعث بن جاتی ہے،صحیح علماء اس طرزِ عمل سے بریٔ الذمہ ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین بھی فروعی اختلاف واقع ہوا ہے، جو کہ امت میں سب سے بہتر لوگ ہیں، لیکن ان میں سے کسی نے کسی کے ساتھ جھگڑا نہیں کیا، اور ایک نے دوسرے سے عداوت بھی اختیار نہیں کی، اور نہ کسی نے کسی کو خطا اور قصوروار ٹھہرایا۔

اور جس راز کی طرف میں نے اشارہ کیا، اس کا استنباط میں نے حدیث سے کیا ہے کہ اس امت کا اختلاف، اللہ کی طرف سے امت کے لیے رحمت ہے، اور پہلی امتوں کا

اختلاف،عذاب اور ہلاکت کا باعث تھا،یہ یا اسی طرح کی حدیث ہے،مجھے اس وقت حدیث کے الفاظ مستحضر نہیں۔

پس اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس امت میں مذاہب کا اختلاف،اس امت کی خصوصی فضیلت کا باعث ہے،اور مذاہب کا یہ اختلاف چشم پوشی اور سہولت پر مبنی شریعت میں وسعت کا باعث ہے،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیائے کرام کو ایک شریعت اور ایک حکم کو دے کر بھیجا جاتا تھا،جس کی وجہ سے ان کی شریعت تنگ تھی، جس میں بیشتر فروعی مسائل میں اختیار حاصل نہیں تھا،مگر ہماری شریعت میں،ان میں اختیار دے دیا گیا،جیسا کہ یہود کی شریعت میں حتمی طور پر قصاص تھا،اور نصاریٰ کی شریعت میں حتمی طور پر دیت تھی،اور پہلی شریعت کے تنگ ہونے میں یہ بھی داخل ہے کہ ان میں ناسخ اور منسوخ کا اجتماع نہیں تھا،جیسا کہ ہماری شریعت میں یہ اجتماع واقع ہوا ہے،اور اسی وجہ سے یہود نے نسخ کا انکار کیا ہے،اور انہوں نے قبلہ کے منسوخ ہونے کو بڑی چیز خیال کیا ہے۔

اور پہلی شریعت کی تنگی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کی کتاب حرفِ واحد پر ہی پڑھی جاتی تھی،جیسا کہ ان تمام امور کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں۔

لیکن ہماری یہ شریعت مسامحت اور سہولت پر مبنی ہے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ''**یرید اللّٰہ بکم الیسر** ''اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ''**وما جعل علیکم فی الدین من حرج** ''اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ''**بعثت بالحنیفیة السمحة**''

پس ہماری شریعت کی وسعت میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کی کتاب(یعنی قرآن مجید)کو سات حروف پر نازل کیا گیا ہے،جس کو مختلف طریقوں سے پڑھا جاتا ہے،اور سب کے سب طریقے،اللہ عزوجل کے کلام میں داخل ہیں،اور اس شریعت میں ناسخ اور منسوخ بھی واقع ہوا ہے،تاکہ ان دونوں کے ذریعے سے اس شریعت پر فی الجملہ

پورے طریقے سے عمل کیا جاسکے، گویا کہ اس نے دو شریعتوں پر اکٹھا عمل کیا ہے، نیز ہماری شریعت میں دو امور کے درمیان اختیار بھی واقع ہوا ہے، جن دونوں کو ہمارے مذہب میں مشروع کیا گیا ہے، جیسا کہ قصاص اور دیت، گویا کہ اس میں دونوں شریعتوں کو ایک ساتھ جمع کر دیا گیا، اور ایک تیسری شریعت کے حسن کو بھی زیادہ کر دیا گیا، جو کہ اختیار والی صورت ہے، جو دونوں شریعتوں میں سے کسی میں نہیں پائی گئی، اور اسی قبیل سے فروعی اختلاف کا مشروع ہونا ہے۔

پس مذاہب کا اختلاف، متعدد شریعتوں کی حیثیت رکھتا ہے، اس شریعت میں تمام مذاہب مامور بہا ہیں، پس یہ شریعت ایسی ہوگئی کہ گویا کہ متعدد شریعتیں ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام کے ساتھ مبعوث کیے گئے ہوں۔

اور اس طرزِ عمل میں امت کے لیے مزید وسعت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیمُ الشان قدر و منزلت اور خصوصیت بھی ہے، جو دیگر انبیاء کو حاصل نہیں، کیونکہ ان میں سے ہر ایک نبی، ایک حکم کے ساتھ بھیجا گیا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امرِ واحد میں متنوع احکام کے ساتھ مبعوث کیا گیا، جن میں سے ہر ایک کا حکم ہے، جو قابلِ نفاذ بھی ہے، اور اس کا قائل، قابلِ صواب اور قابلِ اجر بھی ہے، اور اس کے ذریعے ہدایت بھی حاصل ہوتی ہے، اور یہ باریک حقیقت ہے، جو اللہ نے کھولی ہے، جس کو ذوق اور اسرارِ شریعت کا ادارک ہوتا ہے، وہی اس کو اچھا سمجھتا ہے (اور جو اس نعمت سے محروم ہوتا ہے، تو وہ اس اختلاف کو برا خیال کرتا ہے)

اور سبکی نے اپنی تالیف میں یہ بات ذکر کی ہے کہ تمام سابق شریعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعتیں ہیں، جن کے ساتھ پہلے نبیوں کو بھیجا گیا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی نیابت دی گئی، کیونکہ آپ اس وقت ہی نبی مقرر کر دیئے گئے تھے، جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے، اور آپ کو نبیوں کا نبی بنا دیا گیا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اس ارشاد میں اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ ''بعثت إلى

الناس كافة‘‘

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام سے قیامت قائم ہونے تک، تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا، سبکی کا اس سلسلے میں طویل کلام ہے، جو عمدہ باریکیوں پر مشتمل ہے، جس کو میں نے کتابُ المعجزات کے شروع میں ذکر کیا ہے، پس جب سبکی نے ان تمام شریعتوں کو، جو نبیوں کو دی گئی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قرار دے دیا، جو کہ عظمت کی زیادتی کی دلیل ہے، تو مختلف اہلِ مذاہب نے جو آپ کے اقوال اور افعال سے متنوع اور متعدد شرائع کا استنباط کیا ہے، تو وہ بدرجۂ اولیٰ اس خصوصیت کے حامل ہیں (جزيلُ المواهب)

علامہ جلال الدین سیوطی، مذکورہ کتاب میں ہی آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

ونظير ما قلناه عن أن المذاهب كلها صواب، وأنها من باب جائز وأفضل، لا من باب صواب وخطأ، ما ورد عن جماعة من الصحابة فى قراء ات مشهورة أنهم أنكروها على عثمان وقرأوا غيرها، وأجاب العلماء عن إنكارهم بأنهم أرادوا أن الأولى اختيار غيرها، ولم يريدوا إنكار القراءة بها البتة، وقد عقدت لذلك فصلا فى الإتقان (جزيل المواهب فى اختلاف المذاهب، ص ٣٤،فصل فى الدليل على ان اختلاف المذاهب نعمة، الناشر: دارالنصر للطباعة الاسلاميه، القاهرة)

ترجمہ: اور ہم نے جو بات کہی، اس کی نظیر یہ ہے کہ تمام مذاہب صواب ہیں، اور وہ جائز اور افضل کے قبیل سے ہیں، صواب اور خطاء کے قبیل سے نہیں، جیسا کہ صحابۂ کرام کی جماعت سے مشہور قرائتیں وارد ہوئی ہیں، جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کا انکار کیا، اور ان کے علاوہ کی قرائت کی، علماء نے ان کے انکار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے دوسری قرائت کے اختیار کے اولیٰ ہونے کا ارادہ کیا، اور نفسِ قرائت کا ہرگز رانکار نہیں کیا، اور میں نے اس سلسلے میں ’’الاتقان‘‘ میں ایک

مستقل فصل قائم کی ہے(جزیلُ المواهب)

علامہ جلال الدین سیوطی کی مذکورہ عبارات کو بار بار ملاحظہ فرما کر، اجتہاد وتقلید کے مابین جاری افراط وتفریط کا جائزہ لیا جاسکتا ہے، اور جو اختلاف ''رحمت'' تھا، اس کے ''زحمت'' بنا لینے پر تعجب کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے، وہ دراصل ہمارے نزدیک مذہبِ معین کے التزام کو واجب قرار دینے اور مزید براں تعصب پیدا ہونے کا نتیجہ ہے۔

''قواعدُ الأحکام'' کا حوالہ

سلطانُ العلماء عزالدین بن عبدالسلام دمشقی، شافعی (المتوفیٰ:660ھ) ''قواعد الأحکام'' فرماتے ہیں کہ:

الناس لم يزالوا من زمن الصحابة إلى أن ظهرت المذاهب الأربعة يقلدون من اتفق من العلماء من غير نكير من أحد يعتبر إنكاره، ولو كان ذلك باطلا لأنكروه .

وكذلك لا يجب تقليد الأفضل وإن كان هو الأولى، لأنه لو وجب تقليده لما قلد الناس الفاضل والمفضول فى زمن الصحابة والتابعين من غير نكير، بل كانوا مسترسلين فى تقليد الفاضل والأفضل ولم يكن الأفضل يدعو الكل إلى تقليد نفسه، ولا المفضول يمنع من سأله عن وجود الفاضل وهذا مما لا يرتاب فيه عاقل.

ومن العجب العجيب أن الفقهاء المقلدين يقف أحدهم على ضعف مأخذ إمامه بحيث لا يجد لضعفه مدفعا ومع هذا يقلده فيه، ويترك من الكتاب والسنة والأقيسة الصحيحة لمذهبه جمودا على تقليد إمامه، بل يتحلل لدفع ظواهر الكتاب والسنة، ويتأولهما بالتأويلات البعيدة الباطلة نضالا عن مقلده، وقد رأيناهم يجتمعون فى المجالس

فإذا ذكر لأحدهم فی خلاف ما وظن نفسه عليه تعجب غاية التعجب من استرواح إلى دليل بل لما ألفه من تقليد إمامه حتى ظن أن الحق منحصر فی مذهب إمامه أولى من تعجبه من مذهب غيره.

فالبحث مع هؤلاء ضائع مفض إلى التقاطع والتدابر من غير فائدة يجديها، وما رأيت أحدا رجع عن مذهب إمامه إذا ظهر له الحق فی غيره بل يصير عليه مع علمه بضعفه وبعده، فالأولى ترك البحث مع هؤلاء الذين .

إذا عجز أحدهم عن تمشية مذهب إمامه قال لعل إمامی وقف على دليل لم أقف عليه ولم أهتد إليه، ولم يعلم المسكين أن هذا مقابل بمثله ويفضل لخصمه ما ذكره من الدليل الواضح والبرهان اللائح، فسبحان الله ما أكثر من أعمى التقليد بصره حتى حمله على مثل ما ذكر، وفقنا الله لاتباع الحق أين ما كان وعلى لسان من ظهر.

وأين هذا من مناظرة السلف ومشاورتهم فی الأحكام ومسارعتهم إلى اتباع الحق إذا ظهر على لسان الخصم، وقد نقل عن الشافعی -رحمه الله -أنه قال :ما ناظرت أحدا إلا قلت اللهم أجر الحق على قلبه ولسانه، فإن كان الحق معی اتبعنی وإن كان الحق معه اتبعته(قواعد الأحكام فی مصالح الأنام، ج٢،ص١٥٨ ،فصل فی الحمل على الغالب والأغلب فی العادات ،قاعدة فيمن تجب طاعته ومن تجوز طاعته ومن لا تجوز طاعته)

ترجمہ: لوگ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے لے کر، مذاہبِ اربعہ کے ظاہر ہونے تک، برابر''کیف ما اتفق ''علماء کی تقلید کرتے رہے، جس پر کسی ایسے شخص کی طرف سے نکیر نہیں کی گئی، جس کی نکیر کا اعتبار کیا جاتا ہو، اور اگر یہ طرزِ عمل باطل ہوتا، تو وہ اس پر نکیر کرتے (لہٰذا مذہبِ معین کا التزام، واجب نہیں)

اوراسی طریقے سے افضل کی تقلید بھی واجب نہیں، اگرچہ اولیٰ ہے، کیونکہ اگرافضل کی تقلید واجب ہوتی،تو لوگ صحابہ اورتابعین کے زمانے میں فاضل اورمفضول کی کسی نکیر کے بغیر تقلید نہ کرتے ، بلکہ وہ فاضل اورافضل کی تقلید میں فرق کرتے،اورسب کوافضل کی تقلید کی دعوت دی جاتی، اورمفضول سے فاضل کی موجودگی میں سوال سے منع کیا جاتا،جس میں کسی عاقل کوشک نہیں ہوسکتا۔

اورزیادہ قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ تقلید کرنے والے فقہاء میں سے بعض حضرات،اپنے امام کے مآخذ کے ضعیف ہونے پر آگاہ ہوجاتے ہیں،اوروہ اس کے ضعف کو دور کرنے کی کوئی مؤثر دلیل نہیں پاتے،لیکن اس کے باوجودوہ اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں،اورکتاب وسنت اورقیاسِ صحیح کواپنے مذہب کی وجہ سے اپنے امام کی تقلید پر جمود اختیارکرتے ہوئے ترک کردیتے ہیں، بلکہ ظاہری کتاب اورسنت کونظرانداز کرنے کا حیلہ اختیار کرتے ہیں، اور کتاب وسنت میں دوردراز کی باطل تاویلات کرتے ہیں،اپنے امام کے دفاع کے لیے،اورہم نے ایسےلوگوں کومختلف مجالس میں جمع شدہ دیکھا،اورجب ان میں سے کسی کے سامنے اس کے گمان کے مطابق،بات ذکر کی گئی، تواس نے انتہائی تعجب کا اظہارکیا،اوردلیل کوقبول نہیں کیا، بلکہ وہ اپنے امام کی تقلید کی طرف ہی مائل ہوا، یہاں تک کہ اس نے یہ گمان کیا کہ حق اس کے امام کے مذہب میں ہی منحصر ہے،اوردوسرے امام کے مذہب کے اولیٰ ہونے پراس نے تعجب کا اظہارکیا۔

پس ان لوگوں کے ساتھ بحث کرنا،وقت کا ضیاع ہے،جس میں کوئی فائدہ نہیں،اوران کے ساتھ بحث کرنا لڑائی جھگڑے،اورقطع تعلقی کا باعث ہے،اور میں نے کسی کونہیں دیکھا کہ اس نے اپنے امام کے مذہب سے رجوع کرلیا ہو، جبکہ اس کے سامنے دوسرے کے مذہب میں حق ظاہر ہوگیا ہو، بلکہ وہ علم کے باوجوداس کوضعیف اور بعید قراردیتا رہا،پس بہتر یہی ہے کہ ان لوگوں سے بحث کوترک کردیا جائے۔

اورجب ان میں سے کوئی اپنے امام کے مذہب کوآگے چلانے سے عاجز ہوتا ہے،تو وہ

یہ کہتا ہے کہ شاید میرا امام کسی ایسی دلیل پر مطلع ہوا ہو، جس پر میں آگاہ نہ ہوسکا ہوں، اور میں اس دلیل تک نہ پہنچ سکا ہوں، لیکن یہ مسکین نہیں جانتا کہ اس کے امام کے مثل بھی، اس کے مقابل امام ہے، اور اس کی ذکر کردہ واضح دلیل اور مضبوط برہان اس سے افضل ہے، پس ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اس شخص سے، جو شخص تقلید کی وجہ سے بکثرت اندھا ہوجائے، اور وہ مذکورہ طرزِ عمل اختیار کرے، اللہ ہمیں اتباعِ حق کی توفیق عطاء فرمائے، جہاں بھی حق ہو، اور جس کی زبان سے بھی حق ظاہر ہو۔

اور سلف کے مناظرے اور ان کے احکام میں مشاورت کے بعد، جب مخالف کی زبان پر حق ظاہر ہوجاتا تھا، تو وہ حق کو قبول کرنے میں بہت جلدی کیا کرتے تھے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جس سے بھی مناظرہ کیا، تو میں نے یہ کہا کہ اے اللہ! حق کو اس کے دل اور زبان پر جاری فرمادیجیے، پس اگر حق میرے ساتھ ہو، تو اسے میرا متبع بنادیجیے، اور اگر حق اس کے ساتھ ہو، تو مجھے اس کے اتباع کی توفیق عطاء فرمادیجیے (قواعد الأحکام فی مصالح الأنام)

علامہ ابنِ عابدین شامی کا ایک اور حوالہ

''الدرُّ المختار''میں ہے کہ:

''اگر اس کو ایسے مفتی نے فتویٰ دیا، جس کے قول پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، یا حدیث کو سنا، اور اس کی تاویل کو نہیں جانا، تو بھی شبہ کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں ہوگا''۔انتھیٰ۔ [1]

اور''ردُّ المحتار''میں مذکورہ عبارت کی شرح کے ذیل میں ہے کہ:

''جس مفتی کے قول پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ حنبلی مفتی، جو حجامہ کو روزہ فاسد ہونے کا سبب سمجھتا ہے، کیونکہ عامی شخص کے ذمہ مطلق عالم کی تقلید واجب ہے، جبکہ اس کے

---

[1] (أو احتجم) أی فعل ما لا یظن الفطر بہ کفصد و کحل ولمس وجماع بھیمۃ بلا إنزال أو إدخال أصبع فی دبر ونحو ذلک (فظن فطرہ بہ فأکل عمدا قضی) فی الصور کلھا (وکفر) لأنہ ظن فی غیر محلہ حتی لو أفتاہ مفت یعتمد علی قولہ أو سمع حدیثا ولم یعلم تأویلہ لم یکفر للشبھۃ(الدر المختار)

www.idaraghufran.org

فتوے پر اعتماد کیا جاتا ہو، جس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ عامی کا مذہب، اس کے مفتی کا فتویٰ ہوتا ہے، کسی مذہب کی قید کے بغیر۔

یا حدیث کو سنا، تو امام محمد کے نزدیک اس صورت میں بھی کفارہ واجب نہیں ہوگا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، مفتی کے قول کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے، اور مفتی کا قول بدرجۂ اولیٰ، شبہ کی صلاحیت رکھتا ہے، اور امام ابو یوسف سے اس کے خلاف مروی ہے“۔انتہٰی۔ [1]

اس طرح کی اور بھی عبارات ہیں، جو اگلے سوال کے جواب کے ذیل میں آتی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام محمد، اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ سب کے نزدیک عامی شخص کو کسی بھی مجتہد ومفتی کا اتباع جائز ہے۔

اور طرفین کے راجح قول کے مطابق عامی شخص کسی حدیث پر عمل کرے، تب بھی گناہ نہیں، بالخصوص جس حدیث کو بعض ائمہ نے لیا ہو، کیونکہ اس کا مآل بھی پہلی صورت سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔

(جاری ہے............)

---

[1] (قوله :لأنه إلخ) علة لقوله أو احتجم إلخ (قوله :حتى إلخ) تفريع على مفهوم قوله؛ لأنه ظن فى غير محله أى فلو كان الظن فى محله فلا كفارة حتى لو أفتاه إلخ ط.

(قوله :يعتمد على قوله) كحنبلى يرى الحجامة مفطرة إمداد قال فى البحر :لأن العامى يجب عليه تقليد العالم إذا كان يعتمد على فتواه ثم قال وقد علم من هذا أن مذهب العامى فتوى مفتيه من غير تقييد بمذهب ولهذا قال فى الفتح :الحكم فى حق العامى فتوى مفتيه، وفى النهاية ويشترط أن يكون المفتى ممن يؤخذ منه الفقه ويعتمد على فتواه فى البلدة وحينئذ تصير فتواه شبهة ولا معتبر بغيره .اهـ.

وبه يظهر أن "يعتمد "مبنى للمجهول فلا يكفى اعتماد المستفتى وحده فافهم.

(قوله :أو سمع حديثا) كقوله -صلى الله عليه وسلم -أفطر الحاجم والمحجوم وهذا عند محمد؛ لأن قول الرسول -صلى الله عليه وسلم -أقوى من قول المفتى فأولى أن يورث شبهة وعن أبى يوسف خلافه؛ لأن على العامى الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء فى حقه إلى معرفة الأحاديث زيلعى.....وأما أحاديث فطر المغتاب فكلها مدخولة كما فى الفتح وفيه عن البدائع، ولو لمس أو قبل امرأة بشهوة أو ضاجعها ولم ينزل فظن أنه أفطر فأكل عمدا كان عليه الكفارة إلا إذا تأول حديثا أو استفتى فقيها فأفطر فلا كفارة عليه وإن أخطأ الفقيه ولم يثبت الحديث؛ لأن ظاهر الفتوى والحديث يعتبر شبهة (رد المحتار على الدر المختار، ج٢،ص ٤١١، كتاب الصوم،باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

عیدُ الفطر 1442ھ کے چاند پر اختلاف کا قضیہ

عیدُ الفطر 1442ھ کے موقع پر رؤیتِ ہلال کمیٹی، پاکستان کے فیصلے واعلان کے متعلق مختلف چہ میگوئیاں سامنے آئیں، جن کے پیشِ نظر بندہ محمد رضوان نے ''رؤیتِ ہلال اور سائنسی معیار'' کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا، جو ایک مستقل رسالہ کی شکل اختیار کر گیا، موقع کی مناسبت سے سردست اس مضمون کی صرف ''تمہید'' کو افادۂ عام کے پیشِ نظر ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ محمد رضوان۔

قرونِ وسطیٰ یعنی 500ء سے 1500ء تک کے زمانہ میں دنیا کے دوتہائی حصہ پر مسلمانوں کی حکومت قائم تھی۔

اس زمانے کے مسلمانوں نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ دُنیوی علوم کا بھی کوئی شعبہ بغیر تحقیق کے نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ اس کو اپنی دسترس میں لے کر مزید نئے حقائق کی بنیادوں پر روشناس کرایا۔

قرونِ وسطیٰ کی اسلامی دنیا میں سائنسی علوم میں زیادہ اہمیت وتوجہ ''علمِ ہیئت'' کو دی گئی، کیونکہ اِس علم کے ذریعہ سے مسلمان کسی بھی مقام سے اپنی اہم عبادت ''نماز'' کے اہم فریضہ کو ادا کرنے لیے سمتِ قبلہ معلوم کر سکتے تھے۔

اس کے علاوہ اوقاتِ صلوٰۃ، مذہبی تہواروں، جیسا کہ نئے چاند کے طلوع اور رؤیتِ ہلال اور ماہِ صیام کو معلوم کرنے کے لیے خاص ''رؤیتِ ہلال'' کا تعین اور حج جیسے عظیم اسلامی رکن اور فریضہ کی ادائیگی کے لیے ایام کا تعین کرنا بھی ضروری تھا۔

اس سلسلے میں مسلمانوں نے ''اصطرلاب'' کے ساتھ ساتھ اسلامی ممالک میں رصدگاہیں تعمیر کیں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ باقاعدہ رصدگاہوں کا قیام خاص مسلمانوں کی ہی ایجاد ہے، اُنہوں نے آفتاب و ماہتاب کی حرکت وروشنی، زمین کی پیمائش وحرکت، روشنی کی رفتار، جیسے دقیق اور پیچیدہ مسائل پر

تحقیقات کیں، ماہ وسال کی مقداروں کی صحیح پیمائش دریافت کی، سورج اور چاند گرہن کے اسباب اور استخراج کے طریقے معلوم کیے۔

لیکن رفتہ رفتہ مسلمانوں کی طرف سے ان علوم میں بے توجہی، غفلت وناواقفیت پیدا ہوتی چلی گئی، اور اس درجے بڑھ گئی کہ آج ہر سال رمضان المبارک اور عیدالفطر وغیرہ کے چاند اور اس کی رؤیت کے بارے میں، غیروں کی تحقیق وآراء کا دستِ نگر بنا جاتا ہے، اور فلکی، سائنسی اور شرعی حوالے سے بھی طرح کے شکوک وشبہات سامنے آتے ہیں۔

دوسری طرف کم علمی پر مبنی میڈیا رپورٹنگ، اور غیر حقیقی باتوں پر فوراً یقین کر لینے والی ہماری قوم کی ذہنیت کی بناء پر ہمیشہ ہی غیر ذمہ دارانہ، بلکہ جگ ہنسائی والا رویہ سامنے آتا ہے۔

اور ہر مرتبہ ’’رمضانُ المبارک‘‘ اور بطورِ خاص ’’عیدُ الفطر‘‘ کے موقع پر کوئی نہ کوئی نیا، پرانہ شوشہ چھیڑ کر تشویش واضطراب اور بے چینی کی کیفیت پیدا کی جاتی ہے، اور ’’نئے شکاری پرانے جال‘‘ کا مصداق بنا جاتا ہے، جس سے بعض لوگ، متاثر ہو کر اپنے روزوں اور عید کو غلط تصور کر بیٹھتے ہیں، اور طرح طرح سے چہ میگوئیوں کی نوبت آتی ہے، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ رمضان اور بطورِ خاص عید کا مزہ کچھ ’’کِرکِرہ‘‘ ہو جاتا ہے۔

اس مرتبہ 1442 ہجری کو بھی ہمارے یہاں ’’مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی‘‘ کی طرف سے عیدالفطر کے چاند کے متعلق کیے گئے فیصلے کے بارے میں، مذکورہ تشویش واضطراب اور بے چینی کی کیفیت پیدا کی گئی، بے سروپا باتیں اڑائی گئیں، اور چلتے وبہتے دریا میں بہت سے لوگوں نے مفتی اور مجتہدِ اعظم بن کر ہاتھ دھونے، اس سے مستفید ہونے، بلکہ سعادت حاصل کرنے اور ایک دن کے روزہ اور اعتکاف کی قضاء کا حکم لگانے اور فتویٰ جاری کرنے کی روایت پر عمل کی کوشش کی۔

’’رؤیتِ ہلال کمیٹی‘‘ ملکِ پاکستان کی وفاقی حکومت کا قائم کردہ ایک ادارہ ہے، جس کا بنیادی مقصد ہر ماہ نیا چاند نظر آنے، یا نہ آنے کا فیصلہ واعلان کرنا ہے، حکومتِ پاکستان کی قائم کردہ صوبائی اور مرکزی رویتِ ہلال کمیٹیوں میں مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد موجود ہوتے ہیں، محکمہ ’’موسمیات‘‘ ’’نیوی‘‘ اور ’’سپارکو‘‘ کے نمائندے بھی فنی معاونت کے لیے اجلاس میں شریک

ہوتے ہیں، اور پھر شہادتوں کے حاصل ہونے نہ ہونے کے بعد غور وفکر کر کے چیئر مین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی، نئے چاند کی رؤیت، یا عدمِ رؤیت کا اعلان کرتے ہیں، مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے چیئر مین کی طرف سے ''رؤیتِ ہلال'' سے متعلق جو فیصلہ اور اعلان کیا جاتا ہے، وہ عموماً کمیٹی کے ارکان کی اتفاقِ رائے، یا کثرتِ رائے سے ہوتا ہے اور اس فیصلے پر ارکان کے دستخط بھی ہوتے ہیں۔

اس مرتبہ 1442ھ کو فلکی وسائنسی اعتبار سے ماہِ مئی میں، چاند کی ولادت پاکستانی وقت کے مطابق 11 مئی، کو رات گیارہ بج کر انسٹھ منٹ پر ہو چکی تھی، جو کہ پاکستان کی مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے مطابق شروع کردہ، رمضانُ المبارک کی انتیسویں رات کا وقت تھا، کیونکہ شرعی اعتبار سے سورج غروب ہونے کے بعد، رات کا وقت، دراصل اگلے دن وتاریخ کے تابع ہوا کرتا ہے، اور جب 12 مئی کو پاکستان میں 29 رمضانُ المبارک کی تاریخ تھی، تو اس سے متصل گزشتہ رات، رمضانُ المبارک کی انتیسویں رات تھی۔

اور اگلے روز 12 مئی کو، یعنی 29 رمضانُ المبارک کا دن گزرنے پر، غروبِ آفتاب کے بعد چاند افق پر موجود بھی تھا۔

اور بارہ (12) مئی کو سورج غروب ہونے کے بعد چاند کی ولادت کو 19 گھنٹے سے زیادہ گزر چکے تھے۔

پاکستان کے اکثر شہروں میں سائنسی وفلکی، یقینی وقطعی حساب کی رو سے سورج غروب ہونے کے بعد، چاند تقریباً 36 منٹ تک افق پر موجود تھا، بلکہ بعض علاقوں میں رؤیت کے وقت چاند کی ولادت کو تقریباً 20 گھنٹے گزر چکے تھے۔

اگرچہ اس موقع پر بعض فلکی اقوال کے مطابق رؤیت مشکل تھی، اسی کی تعبیر بعض ماہرینِ فلکیات کی طرف سے رؤیت کے معمولی ومشتبہ امکان سے کی گئی تھی۔

بعض ماہرین نے اس معمولی ومشتبہ امکان کی تعبیر ''ناممکن'' ہونے سے کی تھی، جو اِن کے نزدیک ماہرینِ فلکیات کے بعض اقوال کے مطابق تھی۔

یعنی مذکورہ موقع پر بعض سائنسی معیارات کے مطابق، پاکستان میں اگر چاند نظر آنے کے قابل نہیں تھا، تو بعض معیارات کے مطابق چاند نظر آنے کے قابل تھا۔

اورالغرض پاکستان کی ''مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی'' کے بارہ مئی کی رات میں کیے گئے عیدالفطر کے چاند کے فیصلے میں سائنسی معاییر کی شرائط فی الجملہ موجود تھیں۔

جبکہ اس دن یعنی 12 مئی کو سورج غروب ہونے کے بعد دنیا کے بعض علاقوں میں طاقت ور دوربین (Telescope) کے ذریعہ چاند کی رؤیت ممکن ہونے اور بعض علاقوں میں برہنہ آنکھ (Naked eye) کے ذریعہ رؤیتِ ہلال کے ممکن ہونے کی بھی ماہرین نے پیش گوئی کی تھی۔

ملاحظہ ہو:

أخبار فلكية، الخميس 13مايو 2021م عيد الفطر في معظم الدول الإسلامية، المهندس محمد شوكت عودة:مدير مركز الفلك الدولي، مركز الفلك الدولي، 04مايو 2021، www.astronomycenter.net.

بعض ملکوں وعلاقوں میں 12 مئی 2021ء کو سورج غروب ہونے کے وقت چاند کے افق پر موجود رہنے کا دورانیہ چالیس منٹ، یا اس سے بھی زیادہ، اور چاند کی عمر اکیس گھنٹے، یا اس سے بھی زیادہ، اور افق سے چاند کی بلندی 7 درجے، یا اس سے بھی زیادہ، اور سورج اور چاند کے مابین فاصلہ 9 درجات سے بھی زیادہ تھا، جو متعدد فلکی وسائنسی معیارات کے اعتبار سے رؤیتِ ہلال کے امکان کے لیے کافی ووافی مقدار کہلاتی ہے۔

ملاحظہ ہو:

(جريدة "الانباء"الكويتية ،السبت2021/4/24م)

(https://www.alanba.com.kw/ar/kuwait-news/1038730/)

نیز دنیا کے بیشتر ممالک میں عیدالفطر 13 مئی کو پاکستان کے ساتھ ہی ایک دن واقع ہوئی۔

اور اس طرح کے حالات میں اگر قاضی ومجاز حاکم، ثقہ گواہوں کی گواہی پر شرعی وفنی اعتبار سے اپنے تئیں اطمینان حاصل کر کے رؤیتِ ہلال کا فیصلہ کرے، تو وہ شرعاً ''قضائے قاضی، وحکمِ حاکم'' کی حیثیت سے رافعِ اختلاف ہو کر معتبر اور نافذ ہو جاتا ہے۔

رؤیتِ ہلال کمیٹی پاکستان کے چیئرمین نے جو فیصلہ کیا، وہ بھی اسی اصول کے پیشِ نظر تھا۔

تین صوبوں (سندھ، بلوچستان اور خیبر پختون خوا) کے مختلف مقامات سے حاصل شدہ شہادتوں اور

www.idaraghufran.org

ان کی تحقیق وتزکیہ کا تذکرہ پاکستان کی ''مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی'' کے چیئرمین صاحب نے خود اپنے اعلان میں کیا تھا۔

لہٰذا بعض حضرات وافراد کی طرف سے 12 مئی کو سورج غروب ہونے کے بعد چاند کی رؤیت کو ناممکن قرار دے کر، رؤیتِ ہلال کمیٹی'' جو کہ قاضی اور مجاز اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہے'' کے سامنے عینی ثقہ گواہوں کی نصابِ شہادت کی شرط اور قاضی ومجاز اتھارٹی کی طرف سے شہادتوں پر شرعی وفنی اعتبار سے حاصل کیے گئے تزکیہ واطمینان کو نظر انداز کرنا، ان شہادتوں کو شرعی اعتبار سے جھوٹی کہنا، اور پھر لوگوں کو ایک دن کے روزہ، اور ایک دن کے اعتکاف کی قضاء کا حکم صادر کرنا، شرعی وفقہی وسیع اصولوں اور قولوں سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

ملاحظہ ہو:

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص ۲۷، و ۲۸، مادة"رؤية الهلال"، موقع"القرار" 11 مايو 2021) (http://www.alkhararonline.tn/?p=488)

اور قضائے قاضی وحکمِ حاکم پر مشتمل فیصلہ اگر'' عدمِ اعتبار اختلافِ مطالع کے قول کے مطابق اور طاقت ور دوربینوں کے ذریعہ چاند کی رؤیت کے معتبر ہونے، یا چاند کی ولادت اور غروب کے بعد کسی فلکی معیار کے مطابق قابلِ رؤیت ہونے، بلکہ غروبِ آفتاب کے بعد، کچھ دیر محض افق پر چاند موجود ہونے پر نئے قمری وشرعی مہینہ کے آغاز، جیسے امور پر مبنی ہو'' وہ بھی عوام کے روزہ وعید کے لیے معتبر ہوجاتا ہے، جیسا کہ بعض اہلِ علم حضرات کا قول ہے، اور کچھ ممالک میں مذکورہ اور ان جیسے امور کے مطابق عمل جاری ہے، کیونکہ راجح، مرجوح، یہاں تک کہ نصوص وقیاس کے زیادہ قریب اور بعید ہونے کی تاویلات وتوجیہات پر مبنی ہونے کے باوجود، بہر حال یہ امور مجتہد فیہ اور مختلف فیہ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کئی اسلامی ممالک میں ان کے مطابق حکومت، یا اس کی مجاز اتھارٹی کی طرف سے فیصلے صادر ہوتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں عوام کے روزوں، عیدین، اور حج وغیرہ جیسی عبادات کو درست قرار دیا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو:

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲ ص ۳۳، ۳۴، مادة " رؤية الهلال ")

پھر مختلف دوردراز علاقوں سے آنے والی متعدد گواہیوں اوران کو اچھی طرح پرکھنے کے بعد فیصلہ کرنے کے باوجود مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے مذکورہ فیصلے اور اعلان کو شرعی اعتبار سے غلط قرار دینا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

جہاں تک بعد عشاء کچھ تاخیر سے رؤیتِ ہلال کمیٹی کے اعلان کرنے کے مسئلہ کا تعلق ہے، تو رؤیتِ ہلال کے لیے وسیع رقبے پر محیط، قانونی طور پر مجاز قاضی وحاکم کو شہادتوں کی تحقیق وجستجو اور اطمینان حاصل کرنے میں غیر معمولی وقت کا صرف ہوجانا، اور رات کو کچھ تاخیر سے اس کا فیصلہ واعلان کرنا، شرعی اعتبار سے قابلِ اعتراض وقابلِ نکیر عمل نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو تیسویں دن رمضان کا مہینہ سمجھ کر روزہ رکھنے کے بعد، رؤیتِ ہلال کی شہادت حاصل ہونے پر روزہ توڑنے کا احادیث میں ذکر ملتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٣٣٩)

یعنی چاند تو مغرب کے بعد ہی نظر آ گیا تھا، لیکن اس کی شہادت پہنچنے میں پوری رات صَرف ہوگئی تھی۔لہٰذا رات کے دس، گیارہ بجے اعلان پر اس وقت چاند نظر آنے، نہ آنے کی بحث میں الجھنا، سراسر جہالت ولاعلمی والی بات ہے۔

جبکہ شہادت کی ایک قسم تو یہ ہے کہ آدمی بچشمِ خود چاند دیکھنے کی گواہی دے، دوسری قسم یہ ہے کہ کسی شہادت پر شہادت دے، یہ **شهادة على الشهادة** کہلاتی ہے، تیسری قسم یہ ہے کہ گواہ اس بات کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی کے سامنے شہادت پیش ہوئی، قاضی نے اس کا اعتبار کرکے شہر میں رمضان، یا عید کا اعلان کردیا؛ یہ **شهادة على القضاء** کہلاتی ہے۔

اپنی متعلقہ شرائط کے ساتھ یہ شہادتیں، چاند کے ثبوت کے لیے شرعاً معتبر اور دوسرے علاقے والوں کے رؤیتِ ہلال کے ثبوت کے لیے کافی ہوجاتی ہیں (کبھی استفاضے کے ذریعے بھی رؤیت کا ثبوت ہوجاتا ہے، جس کی شرائط کتبِ فقہ میں مذکور ہیں؛ لیکن استفاضے کے ذریعے چاند کے ثبوت میں یہ بات ضروری ہے کہ مہینے کا اٹھائیس، یا اکتیس دن کا ہونا لازم نہ آئے)البتہ دور دراز ممالک سے اگر مذکورہ بالا طریقوں پر شہادت پہنچتی ہے، تو بعض فقہاء جن کے نزدیک اختلافِ مطالع کا اعتبار ہوتا ہے، وہ اس شہادت کو قابلِ عمل قرار نہیں دیتے اور جن کے نزدیک اختلافِ

مطالع کا اعتبار نہیں ہوتا، اُن کے نزدیک اس شہادت کے معتبر ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ضروری ہے کہ اس شہادت کے قبول کر لینے سے مہینہ کا اٹھائیس، یا اکتیس دن کا ہونا لازم نہ آئے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ''رؤیتِ ہلال'' کی ایک قسم تو ''رؤیتِ حقیقی'' ہے اور دوسری قسم ''رؤیتِ حکمی'' ہے۔

''رؤیتِ حقیقی'' تو یہی ہے کہ حقیقت میں چاند کو دیکھ لیا جائے، اور ''رؤیتِ حکمی'' یہ ہے کہ ایک یا زیادہ افراد چاند دیکھیں، جو دوسروں کے سامنے ''رؤیتِ حقیقی'' کی گواہی دیں، یا ''رؤیتِ حقیقی'' کی گواہی پر قاضی ومجاز حاکم کی طرف سے کیے گئے فیصلے پر عمل کریں۔

ظاہر ہے کہ عام طور پر تمام مسلمان حقیقت میں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور عیدُ الفطر وغیرہ ادا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ ''حقیقی رؤیت'' کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، اور اکثر مسلمان ''رؤیتِ حکمی'' پر ہی عمل پیرا ہوتے ہیں۔

جبکہ بعض اہلِ علم حضرات نے سائنسی وفلکی، قطعی حساب کی رُو سے، چاند کی ولادت، اور سورج غروب ہونے کے بعد، چاند کے محض افق پر موجود ہونے، یا چاند کے قابلِ رؤیت ہونے کو ہی، رؤیت کے قائم مقام قرار دیا ہے، اور انہوں نے رؤیت کو چاند کے افق پر موجود ہونے کا ایک وسیلہ اور ذریعہ قرار دیا ہے، اور اس ''قطعی ویقینی حساب'' کو ''شہادت'' پر ترجیح دی ہے، جو کہ عام حالات میں ''ظنی درجہ'' کی چیز کہلاتی ہے۔

اور واقعہ یہ ہے کہ مجتہد فیہا مسائل میں عوام کے سامنے ''قضائے قاضی وحکمِ حاکم کے مقابل بیانات واعتراضات'' اور ''امت میں انتشار وتفریق اور اختلاف واضطراب'' پیدا کرنے جیسی چیزوں کے گناہوں کی سنگینی بہت زیادہ ہے۔

ہمارے ملک کا المیہ ہے کہ یہاں پر ہر کس وناکس اور اہل وناہل شخص آزادئ اظہار رائے کو اپنا ذاتی حق سمجھ کر، دین وشریعت، فقہ وفتاویٰ اور قضاء وعدلیہ وغیرہ جیسے نازک ابواب میں بھی اتنا جری نظر آتا ہے کہ نہ تو اس کو ''عنداللہ مؤاخذۃ'' اور آخرت کا خوف لاحق ہوتا، اور نہ ہی کسی حکومتی وقانونی مؤاخذہ کا ڈر ہوتا، جبکہ دیگر بہت سے اسلامی ممالک میں اس طرح حکومتی اداروں، یا حکومت کی

طرف سے مقرر کردہ مجاز اتھارٹی کے فیصلوں کے خلاف عوام، یا ہرکس وناکس کی طرف سے لب کشائی کرنے کی جرأت بھی نہیں ہوتی، حالانکہ ان ممالک میں ''رؤیتِ ہلال'' اور نئے مہینے کے آغاز واختتام کے طریقے شرعی، فقہی اور فنی اعتبار سے ہمارے یہاں رؤیتِ ہلال کمیٹی کے موجودہ نظام کے مقابلے میں کمزور اور زیادہ قابلِ اعتراض، یا قابلِ شبہ ہوسکتے ہیں۔

غرض یہ کہ مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی، پاکستان کی طرف سے ''عیدُ الفطر 1442ہجری'' کو چاند کے متعلق کیے گئے فیصلہ کا شرعی اصول وقواعد اور قطعی فلکی وسائنسی معاییر کے اعتبار سے بھی انکار کرنا درست نہیں تھا، اور جو شرط سائنسی اعتبار سے مسلمہ اور قطعی نہ ہو، بلکہ اجتہادی واختلافی نوعیت کی ہو، تو مذکورہ شرعی وفقہی اور فنی امور کی موجودگی میں اس کی حیثیت ''ہلدی کی گانٹھ ہاتھ لگنے'' سے زیادہ نہیں رہ جاتی، اس لیے اس کو لے کر واویلا مچانا بھی درست نہیں ہوا کرتا۔

رہا اعتراض برائے اعتراض کا معاملہ، تو اس کا تو کوئی علاج نہیں۔

مذکورہ حالات کا مشاہدہ کرنے سے اندازہ ہوا کہ ہمارے یہاں ''رؤیتِ ہلال'' کے سائنسی وفلکی معاییر وعوامل کے متعلق بہت سے علماء کو بھی صحیح آگاہی اور شعور حاصل نہیں، اس لیے مذکورہ مسئلہ کی کچھ تحقیق وتشریح کردی جائے، جس کو آئندہ اوراق میں پیش کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

محمد رضوان خان

20/شوال المکرّم/1442ہجری۔ بمطابق 01/جون/2021ء بروز منگل

ادارہ غفران　راولپنڈی　پاکستان

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط66 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

قومِ فرعون پر آنے والے مختلف عذاب (حصہ پنجم)

فرعون کے آخری اور ہولناک انجام کا ذکر

سمند کے ان خشک راستوں سے گزر کر بنی اسرائیل سمندر سے پار ہوگئے، سمندر میں خشک راستہ دیکھ کر فرعون اور اس کے لشکر والے بھی بنی اسرائیل کا پیچھا کرتے ہوئے اس میں داخل ہوگئے، جب فرعون اور اس کا تمام لشکر پانی میں داخل ہوگئے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کا پانی مل کر اپنی پہلی حالت پر آ گیا، اور بنی اسرائیل کے لئے جو خشک راستہ بنا تھا، وہ ختم ہوگیا، اس کے نتیجہ میں فرعون اور اس کے لشکر والے سب سمندر میں غرق ہوگئے، یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے اور ان سے غفلت کا نتیجہ تھا، ادھر بنی اسرائیل سمندر کے دوسرے کنارے پر خائف اور ہراساں کھڑے ہوئے، اتنے بڑے ظالم و جابر دشمن کی انتہائی ذلت ورسوائی اور بے بسی کی موت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ .وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیات ۷۸، ۷۹)

یعنی ’’چنانچہ فرعون نے اپنے لشکروں سمیت ان کا پیچھا کیا، تو سمندر کی جس (خوفناک) چیز نے انہیں ڈھانپا، وہ انہیں ڈھانپ کر ہی رہی۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو برے راستے پر لگایا، اور انہیں صحیح راستہ نہ دکھایا‘‘۔

یعنی ان کو سمندر سے ایسی عظیم چیز نے ڈھانپ لیا، جو انسانی بیان میں نہیں آ سکتی، اور اگر اللہ تعالیٰ

اسے اس طرح بیان فرمائے، جس طرح اسے بیان کرنے کا حق ہے، تو انسان کی کوتاہ عقل میں وہ سما نہیں سکتی، اس لیے اس کی تفصیل مت پوچھو، مراد ان سب کا سمندر میں غرق ہونا، پانی کی راہ سے آگ کا ایندھن بننا، اور مرتے وقت اور بعد میں فرشتوں کی مار بے حساب و بے شمار ہے، جو بیان سے باہر ہے۔

اور سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِيْنَ .وَأَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ أَجْمَعِيْنَ .ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِيْنَ (سورۃ الشعراء، رقم الآیات ٦٤ الی ٦٦)

یعنی ''اور دوسرے فریق کو بھی ہم اس جگہ کے نزدیک لے آئے۔ اور موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو ہم نے بچا لیا۔ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا''۔

قرآن مجید کی سورہ یونس میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر عبور کروایا، اس کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر زیادتی اور ظلم کے ارادے سے چلا، یہاں تک کہ فرعون نے جب اپنی موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا، تو اس نے کہا کہ میں اس اللہ پر ایمان لایا جو بنی اسرائیل کا رب ہے، اور میں اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہوں، لیکن اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ کیا اب تو ایمان لاتا ہے؟ جب کہ اس سے پہلے بغاوت اور فساد کرنے والا تھا، اور ہم تیری لاش کو باقی رکھیں گے، تاکہ تیرے بعد آنے والے عبرت حاصل کریں، اگرچہ اکثر لوگ ہماری آیتوں سے غفلت ہی برتتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ إِسْرَائِيْلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيْٓ آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓ إِسْرَائِيْلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ .آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (سورۃ یونس، رقم الآیات ٩٠، ٩١)

یعنی ''اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرادیا، تو فرعون اور اس کے لشکر نے بھی ظلم

اور زیادتی کی نیت سے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے کا انجام اس کے سر پر آ پہنچا، تو کہنے لگا کہ میں مان گیا کہ جس اللہ پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں بھی فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں۔ (جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا، اور مسلسل فساد ہی مچاتا رہا‘‘۔

ان آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عین موت کے وقت کا ایمان لانا شرعاً معتبر نہیں، اس کی مزید تشریح حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ٦١٦٠) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ، بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے، جب تک نزع کی کیفیت طاری نہ ہو (مسند احمد)

یعنی جب روح حلق میں پہنچ جاتی ہے، اور موت کے آثار مرنے والے پر ظاہر ہو جاتے ہیں، مثلاً وہ ملک الموت کو دیکھ لیتا ہے، تو پھر توبہ قبول نہیں کی جاتی، پھر اس کے بعد جب فوت ہو جائے، تو توبہ قبول کیے جانے کا تو کوئی مطلب ہی نہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اب توبہ، ایمان بالغیب کی بنیاد پر نہیں ہوتی، ایسے وقت جو ایمان لاتا ہے، اس کو بھی مومن نہیں کہا جائے گا، اور اس کے ساتھ کفن دفن میں مسلمانوں کا سا معاملہ نہ کیا جائے گا۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن من أجل ابن ثوبان، وهو عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان العنسى الدمشقي، وبقية رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

[2] (إن الله يقبل توبة العبد) أى رجوعه إليه (ما لم يغرغر) أى تصل روحه حلقومه فيكون بمنزلة الشيء الذى يتغرغر به لأنه لم يعاين ملك الموت ولم ييأس من الحياة فتصح توبته بشروطها فإن وصل لذلك لم يعتد بها لقوله تعالى (وليست التوبة للذين يعملون السيئات) الآية ولأن من شرط التوبة العزم على ترك الذنب المكتوب عنه وعدم المعاودة عليه وذلك إنما يتحقق مع تمكن التائب منه وبقاء الأوان الاختيارى ذكره القاضى وكما أن من وصل لتلك الحالة لا تقبل توبته لا ينفذ نصرته وجزم الطيبى كالمظهر بصحة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی درحقیقت فرعون کی یہ پکار ایسی پکار تھی، جو ایمان لانے اور یقین حاصل کرنے کے لیے نہیں، بلکہ عذابِ الٰہی کا مشاہدہ کرنے کے بعد اضطراری اور بے اختیاری کی حالت میں تھی، اور عذاب کے مشاہدہ کے وقت ایسی صدا اور ایسے ایمان پر بھی اعتبار نہیں ہوتا، اس لیے اللہ کے ہاں اسے قبولیت نصیب نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے فرعون کا ایمان قبول نہیں کیا گیا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إيصائه ووصيته وتحليله ممنوع منهما كيف وقد عاين ملك الموت وليس من الحياة ومعاينته اليأس مثل الغرغرة ولذلک لم ينفع فرعون إيمانه حينئذ(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ١٩٢١)

اس طرح اگر خدانخواستہ ایسی ہی نزع روح کی حالت میں کسی شخص کی زبان سے کلمہ کفر نکل جائے، تو اس کو کافر بھی نہ کہا جائے گا، بلکہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھ کر مسلمانوں کی طرح دفن کیا جائے گا، اور اس کے کلمہ کفر کی تاویل کی جائے گی، جیسا کہ بعض اولیاءاللہ کے حالات سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ جو کلمہ ان کی زبان سے نکل رہا تھا، لوگ اس کو کلمہ کفر سمجھ کر پریشان تھے، بعد میں کچھ ہوش آیا، اور اپنا مطلب بتلایا، تو سب کو اطمینان ہوگیا کہ وہ عین ایمان کا کلمہ تھا۔

وإذا ظهرت من المحتضر كلمات توجب الكفر لا يحكم بكفره، ويعامل معاملة موتى المسلمين (الموسوعة الفقهية، ج٢ص ٧٩، مادة "احتضار")

قالوا وإذا ظهرت من المحتضر كلمات توجب الكفر لا يحكم بكفره ويعامل معاملة موتى المسلمين، كذا في فتح القدير(الفتاوىٰ الهندية، ج١ص١٥٧، الباب الحادى والعشرون، الفصل الاول)

وإذا ظهر منه كلمات توجب الكفر لا يحكم بكفره ويعامل معاملة موتى المسلمين حملا على أنه في حال زوال عقله؛ ولذا اختار بعض المشايخ أن يذهب عقله قبل موته لهذا الخوف وبعضهم اختاروا قيامه حال الموت(البحرالرائق، ج٢ص١٨٤، كتاب الجنائز، تلقين الشهادة للمحتضر، وكذا في حاشية الشلبى على التبيين، ج١ص٢٣٤، باب الجنائز)

www.idaraghufran.org

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

چاولوں کے بارے میں بعض غیرمستند روایات

چاول نباتاتی غذاؤں میں سے مشہور غلہ ہے، عربی زبان میں چاول کو اُرز، فارسی میں برنج اور انگریزی میں Rice کہتے ہیں۔

چاولوں کے بارے میں بعض غیرمستند روایات مشہور ہیں، جن کی محدثین نے تحقیق کر کے نشاندہی فرمائی ہے، ذیل میں پہلے ان روایات کو تردید کی غرض سے نقل کیا جاتا ہے:

چاولوں کے بارے میں ایک غیرمستند روایت یہ مشہور ہے کہ ''زمین جو چیز بھی اُگاتی ہے، اُس میں شفاء بھی ہے اور بیماری بھی ہے، سوائے چاولوں کے، کیونکہ اس میں شفاء ہے، بیماری نہیں ہے''

ابنِ حجر مکی نے، یہ روایت سیوطی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ روایت جھوٹ ہے، اور من گھڑت ہے۔ [1]

ایک دوسری غیرمستند روایت یہ ہے کہ ''چاول مجھ سے ہیں، اور میں چاول سے ہوں، چاولوں کو میرے نور کے بقایا سے تخلیق کیا گیا ہے، اور اگر چاول جاندار چیز ہوتی، تو وہ آدمی ہوتے، اور اگر آدمی ہوتے، تو مرد ہوتے، اور اگر مرد ہوتے، تو نیک مرد ہوتے، اور اگر نیک مرد ہوتے، تو نبی ہوتے، اور اگر نبی ہوتے، تو رسول ہوتے، اور اگر رسول ہوتے، تو میں ہوتا'' (نعوذ باللہ)

ایک اور غیرمستند روایت میں ہے کہ ''جس نے چالیس دن چاول کھائے، تو اس کے دل سے اُس کی زبان پر حکمت کے چشمے ظاہر ہوں گے''

---

[1] كل شيء أخرجته الأرض فيه شفاء وداء إلا الأرز ، فإنه شفاء لا داء فيه.

قال ابن حجر المكي نقلا عن السيوطي كذب موضوع (كشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناسِ، لإسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي، رقم الرواية ١٩٨٢، ج٢، ص١٢٤، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان،)

www.idaraghufran.org

علامہ طاہر رحمہ اللہ نے مذکورہ روایات نقل کر کے فرمایا کہ یہ روایات من گھڑت ہیں۔ ۱

چاولوں کے بارے میں من گھڑت، باطل اور غلط وغیر مستند روایات میں سے یہ بھی ہے کہ ”چاولوں کا کھانوں میں وہ مقام ہے، جیسے کہ سردار کا اپنی قوم میں مرتبہ اور مقام ہے“

اسی طرح یہ روایت بھی غیر مستند ہے کہ ”چاول بہترین دواء ہیں، چاول بہترین دواء ہیں، اور ہر بیماری کے لئے صحت بخش اور سلامتی دینے والے ہیں“ ۲

---

۱ الأرز مني وأنا من الأرز خلقت الأرز من بقية نوري ولو كان الأرز حيوانا لكان آدميا ولو كان آدميا لكان رجلا ولو كان رجلا لكان رجلا صالحا ولو كان رجلا صالحا لكان نبيا ولو كان نبيا لكان مرسلا ولو كان مرسلا لكان أنا موضوع من أكل الأرز أربعين يوما ظهرت ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه موضوع (تذكرة الموضوعات للفتنى، صفحه١٤٧، باب الحبوب من العدس والأرز والبر)

۲ ومن الباطل أيضا الأرز فى الطعام كالسيد فى القوم .... وكذا نعم الدواء الأرز نعم الدواء الأرز صحيح سليم من كل داء لا يصح (تذكرة الموضوعات للفتنى، صفحه١٤٨، باب الحبوب من العدس والأرز والبر)

خبر: " نعم الدواء الأرز ."لا يصح (أسنى المطالب فى أحاديث مختلفة المراتب لمحمد بن محمد درويش، أبو عبد الرحمن الحوت الشافعي المتوفى: 1277 هـ، رقم الرواية١٦١٢)

(حديث) "نعم الدواء الأرز "الديلمى من حديث أنس وهو تالف (الدرر المنتثرة فى الأحاديث المشتهرة)

نعم الدواء الأرز.رواه الديلمى عن أنس وهو تالف كما فى الدرر . وكذا قال فى اللآلء وزاد أن الدارمى ذكر حديث تسبيحه فى البطن ، وفى رواية للديلمى عن أنس رفعه ولا يصح نعم الدواء الأرز صحيح سليم من كل داء.والله تعالى أعلم (كشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناسِ، المؤلف: إسماعيل بن محمد العجلونى الجراحى(؟ 1162-هـ، ج٢، ص ٣٢١، رقم الرواية٢٨٢٦، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان،)

لو كان الأرز رجلا لكان حليما. قال الحافظ ابن حجر موضوع وإن كان يجرى على الألسنة مرفوعا ، وممن صرح بكونه باطلا موضوعا ابن القيم فى الهدى وليس هو فى الطب النبوى لأبى نعيم مع كثرة ما فيه من الأحاديث الواهية ، قال فى المقاصد ومن الباطل فى الأرز ما عند الديلمى عن على رفعه الأرز فى الطعام كالسيد فى قوم والكرات فى البقول بمنزلة الخبز وعائشة كالثريد وأنا كالملح فى الطعام ، وعنده أيضا عن صهيب مرفوعا بلفظ سيد الطعام فى الدنيا والآخرة اللحم ثم الأرز ، وتقدم فى السين أيضا ورواه أيضا عن أنس رفعه بلفظ نعم الدواء الأرز ، وسيأتى فى النون ، وروى أبو نعيم فى الطب النبوى والديلمى عن على رفعه سيد طعام الدنيا اللحم ثم الأرز ، وقال الصغانى ومن الموضوع قولهم لو كان الأرز حيوانا لكان آدميا ولو كان آدميا لكان رجلا صالحا ولو كان صالحا لكان نبيا ولو كان نبيا لكان مرسلا ولو كان مرسلا لكان أنا (كشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناسِ، المؤلف: إسماعيل بن محمد العجلونى الجراحى، ج٢، ص ١٦٠، رقم الرواية٢١٠٩، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان)

چاولوں سے متعلق نقل کردہ مذکورہ روایات اوراُن کے بارے محدثین کی بیان کردہ آراء سے معلوم ہوا کہ چاولوں کے بارے میں مذکورہ روایات غیرمستند، باطل اورمن گھڑت ہیں، اوراس قسم کی غیرمستندروایات کے بارے میں محدثین واہلِ علم کا اُصول ہے کہ ایسی روایات کوصرف تردید کی غرض بیان کیا جاسکتا ہے، اور کتب میں لکھا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ ایسی روایات کونقل کرنا منع ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی حدیث کی نسبت کرنا، انتہائی خطرناک اورسنگین گناہ ہے، اور احادیث میں جھوٹی حدیث گھڑنے کی شدید مذمت بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری، رقم الحديث ۱۲۹۱)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ بے شک وہ جھوٹ جو مجھ پر لگایا جائے، اس طرح کا نہیں ہے جوکسی کے اوپر لگایا جائے، مجھ پر جوشخص جھوٹ لگائے یا میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے (بخاری)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرنا لازم ہے، اورجھوٹی حدیث بیان کرنا سخت گناہ، اورجہنم میں اپنا ٹھکانا بنانا ہے۔

حدیث کے بیان کرنے، اورنقل کرنے میں بعض لوگ بہت بے احتیاطی کرتے ہیں، اور بغیر تحقیق کیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کردیتے ہیں، خاص طور پر موجودہ دور کے مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس گناہ کی بہت کثرت اور بہتات ہے، اسی طرح قصہ گوواعظین کی حالت بھی اس سلسلہ میں انتہائی ناگفتہ بہ ہے، جواپنے بیان اوروعظ کو پُر اثر بنانے کے لئے جھوٹی احادیث گھڑ گھڑ کر بیان کرتے ہیں، حقیقت میں ایسے لوگ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانے کا انتظام کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ غیرمستند باتوں کونقل کرنے اور اُن کو پھیلانے سے ہم سب کومحفوظ فرمائے۔ آمین

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

❑......2/9/16/23/30/شوال المکرّم اور 8/ذوالقعدۃ، 1442ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

❑......4/11/18/25/شوال المکرّم اور 2/ذوالقعدۃ، 1442ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

❑...... 4/شوال بروز اتوار مدیر صاحب ، اپنے دیرینہ عزیز جناب زاہد صاحب (پی-ڈبلیو-ڈی، راولپنڈی) کے یہاں دینی سلسلے میں تشریف لے گئے۔

❑......14/شوال بروز بدھ بھابڑا بازار، کی ایک مسجد میں بعض اہلِ علم حضرات کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں مدیر صاحب، اپنے ایک قدیم رفیق جناب عارف صاحب کے ہمراہ مدعو تھے۔

❑......20/شوال (یکم جون) بروز منگل سے ادارہ میں اجتماعی قربانیوں کی بکنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا، اس سال بڑے جانوروں میں دو قسم کے حصے درجِ ذیل نرخوں کے مقرر کیے گئے ہیں:

ادنیٰ حصہ:13000 روپے عام حصہ:16000 روپے

اور بکرے کی قربانی کے لئے بھی درجِ ذیل نرخوں کے بکروں کی بکنگ جاری ہے:

30,000 روپے اور40,000 روپے

❑......یکم/ذوالقعدہ، بروز ہفتہ، بندہ محمد ناصر نے غوری ٹاؤن، اسلام آباد، میں یونیفکیشن طبی فاؤنڈیشن کے تحت منعقدہ حجامہ اور فصد سے متعلق عملی وتربیتی ورکشاپ میں شرکت کی۔

❑......26/شوال بروز پیر (7/جون) سے تعلیمی اداروں میں کرونا کے عنوان سے جاری بندش کے خاتمے کے لئے جاری کیے گئے حکومتی اعلامیہ کے تحت، تعمیرِ پاکستان سکول میں بھی تعلیمی سرگرمیاں جاری ہوگئیں۔

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

12/مئی/2021ء/29/رمضان المبارک/1442ھ: پاکستان: اسرائیل کی وحشیانہ بمباری جاری، غزہ میں کئی عمارتیں زمین بوس، شہداء 56ہوگئے، پاکستان سمیت دنیا بھر میں احتجاجی مظاہرے 13/مئی: پاکستان: آج ملک بھر میں عید الفطر، رؤیتِ ہلال کمیٹی کا رات 11:30پر اعلان، ایران، افغانستان، سعودی عرب، ترکی، یو اے ای، کویت، انڈونیشیا، ملائیشیا، سنگاپور، تیونس، الجزائر میں بھی چاند نظر آ گیا 14/مئی: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 15/مئی: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 16/مئی: سعودی عرب: جدہ، فلسطینیوں پر مظالم بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی، دنیا اسرائیلی مظالم روکے، اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی جنرل اسمبلی اجلاس کا مطالبہ، اقوام متحدہ کا اظہارِ تشویش، کشیدگی کم کی جائے، یورپی یونین 17/مئی: پاکستان: کورونا، کاروبار آج سے بحال، سیاحت پر پابندی، 30سال سے اوپر کی رجسٹریشن شروع 18/مئی: پاکستان: راولپنڈی رنگ روڈ سکینڈل، ذلفی بخاری مستعفی، منصوبے پر نیب تحقیقات کا حکم، اینٹی کرپشن کی 5رکنی تحقیقاتی ٹیم تشکیل 19/مئی: پاکستان: وفاقی کابینہ، فلسطین کے لیے امداد بھیجنے کا فیصلہ، آئی پی پیز کو ادائیگیوں کی منظوری 20/مئی: پاکستان: پاسپورٹ پر رجسٹرڈ موبائل فونز کے لیے کسٹم ڈیوٹی میں اضافہ، 5200کے اضافے سے 36720ہوگئی، مقصد پاسپورٹ کا غلط استعمال روکنا ہے، ایف بی آر 21/مئی: پاکستان: اسرائیل اور حماس جنگ بندی پر رضامند، جنگ بندی میں مصر کا اہم کردار، غزہ میں عالمی محافظ فوج تعینات کی جائے، پاکستان 22/مئی: پاکستان: معاشی ترقی 3.94فیصد پر آ گئی، معیشت کے تینوں شعبوں زراعت، صنعت اور خدمات میں بڑھوتری بالترتیب 2.77فصد، 3.57فیصد اور 4.43فیصد رہی، اہم اجناس کی پیداوار میں 4.65فیصد اضافہ، اکاؤنٹس کمیٹی 23/مئی: پاکستان: سعودی عرب کا 60ہزار غیر ملکیوں کو حج کی اجازت دینے کا فیصلہ، 18سے 60سال کے افراد کو اجازت ہوگی، صحت مند ہی حج کرسکیں گے، کورونا ٹیسٹ اور ویکسین لازمی ہوگی 24/مئی: پاکستان: موٹاپا جگر کے کینسر کا سبب، شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے، جنک اور فاسٹ فوڈ اور جسمانی سرگرمیاں نہ ہونے کی وجہ سے موٹاپا پھیل رہا ہے، لائف سٹائل بدلنا ہوگا، طبی ماہرین 25/مئی: پاکستان: سندھ میں سخت لاک ڈاؤن نافذ، رات کو گھروں سے نکلنے پر پابندی، کے پی کے میں سیاحتی مقامات کھل گئے، گرمیوں کے چھٹیاں محدود، امتحانات ہر صورت میں ہوں گے، وزرائے تعلیم کا فیصلہ 26/مئی: پاکستان: پنجاب بھر میں 7جون سے مراحلہ وار سکول کھولنے کا فیصلہ، تمام اسکولوں میں 50فیصد حاضری پر عمل درآمد ہوگا، 16اضلاع میں پہلے ہی 24مئی سے اسکول کھولنے کی اجازت

دی گئی تھی،صوبائی وزیرِ تعلیم ☜ 27/مئی: پاکستان: ایکنک نے سکھر حیدر آباد، موٹروے منصوبے کی منظوری دے دی، گزشتہ سال سفارشات بھجوائی گئیں، موٹروے 306 کلومیٹر طویل، کنٹریکٹر سلیکشن شروع ☜ 28/مئی: پاکستان: سورج خانہ کعبہ کے عین اوپر آ گیا، قبلے سمت درست، سعودی وقت کے مطابق سورج دوپہر 12 بج کر 18 منٹ خانہ کعبہ کے اوپر آیا، دور دراز علاقوں کے باشندوں نے قبلے کی درست سمت کا تعین کرلیا، فلکیاتی سوسائٹی ☜ 29/مئی: پاکستان: پاکستان اور روس نے گیس پائپ لائن معاہدے پر دستخط کردیے، کراچی تا لاہور گیس لائن تعمیر کی جائے گی، منصوبہ 2015 سے تاخیر کا شکار تھا ☜ 30/مئی: پاکستان: کورونا صورتحال میں بہتری، پابندیوں میں مزید نرمی کا فیصلہ، میٹرک انٹر امتحانات کا شیڈول جاری ☜ 31/مئی: پاکستان: کویت کا 10 سال بعد پاکستانیوں کے لیے ویزوں کی بحالی کا فیصلہ، ورکرز بھی کویت جاسکیں گے،وزارتِ داخلہ ☜ یکم/جون: پاکستان: لاہور شہر پولیو سے پاک، ماحولیاتی نمونے نیگیٹو آ گئے ☜ 2/جون: پاکستان: پاکستان کورونا ویکسین بنانے والے ممالک میں شامل، ایک لاکھ 20 ہزار خوراکیں تیار، اموات اور مریضوں میں کمی ☜ 3/جون: پاکستان: میٹرک انٹر امتحانات 4 مضامین تک محدود، 10 جولائی سے شروع، آزاد کشمیر میں طلبہ بغیر امتحانات پروموٹ، صرف اختیاری مضامین کا امتحان، ریاضی لازمی، وزیرِ تعلیم کی بین الصوبائی اجلاس کے بعد بریفنگ ☜ 4/جون: پاکستان: لاک ڈاؤن سے 2 کروڑ بے روزگار، 67لاکھ کی آمدن کم ہوئی، اسٹیٹ بینک ☜ 5/جون: پاکستان: پاکستان سمیت 7 ممالک پر سفری پابندی برقرار، دبئی کا نیا ہدایت نامہ ☜ 6/جون: پاکستان: پاکستان کا مسئلہ کشمیر پر مسلم امہ سے واضح موقف لینے کا فیصلہ، آئندہ برس مسلم وزرائے خارجہ کا اجلاس بلانے کا فیصلہ ☜ 7/جون: بھارت: نئی دہلی، 112 سالہ پرانی مسجد شہید، مسلمان خاندان بے دخل، اترپردیش میں مسجد کو راتوں رات شہید کرکے ملبہ غائب کردیا گیا ☜ 8/جون: پاکستان: گھوٹکی، دو ٹرینوں میں خوفناک تصادم، 51 مسافر جاں بحق، 100 سے زائد زخمی، حادثے کی تحقیقات کا حکم ☜ 9/جون: کینیڈا: انتہاء پسند گورے ٹرک ڈرائیور نے پاکستانی مسلم خاندان کو ٹرک تلے روند ڈالا، واقعہ آدھی رات کو کینیڈین شہر اونٹاریو میں پیش آیا، جاں بحق ہونے والوں میں 3 خواتین شامل، بچہ شدید زخمی، پاکستان کی شدید مذمت، ٹورنٹو حکام سخت کاروائی کے لیے تیار ☜ 10/جون: پاکستان: ایک کروڑ افراد کی ویکسی نیشن مکمل، پابندیاں مزید نرم کرنے کی منظوری، کاروباری بندش ایک دن تک محدود ☜ 11/جون: پاکستان: معیشت مستحکم، مہنگائی کم نہ ہوسکی، اقتصادی سروے جاری ☜ 12/جون: پاکستان: 8487ارب کا بجٹ پیش، ٹیکسوں میں کمی، تنخواہوں پنشن میں اضافے، بلا سود قرضے، گھی، ادویہ، موبائل، چھوٹی گاڑیاں سستی، بیٹریاں، سگریٹ مہنگے، کم از کم اجرت 20 ہزار روپے مقرر، ٹیکسٹائل، اسٹیل مصنوعات، فرنیچر سے ڈیوٹی ہٹا دی گئی ☜ 13/جون: پاکستان: رواں سال بھی پاکستانیوں سمیت غیر ملکی حج

نہیں کرسکیں گے،سعودی حکومت نے پالیسی کا اعلان کردیا ✍ 14/ جون: پاکستان: ملک کے مختلف علاقوں میں طوفانی بارش اوراندھی،10افراد جاں بحق ✍ 15/ جون: پاکستان: پنجاب، 2653ارب کا ٹیکس فری بجٹ پیش، تنخواہوں پنشن میں 10فیصد اضافہ ✍ 16/ جون: پاکستان: سندھ، 14 کھرب 77ارب کا بجٹ پیش، تنخواہوں میں 20فیصد اضافہ، کم از کم اجرت 25ہزار مقرر پیٹرول 2روپے 13پیسے، لائٹ ڈیزل 2روپے 3پیسے مہنگا ✍ 17/ جون: پاکستان: حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات پر لیوی میں کمی کردی، پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل پر سیلز ٹیکس میں اضافہ کردیا گیا، اطلاق ہوگیا ✍ 18/ جون: پاکستان: اسلام آباد و دیگر شہروں میں 4.4شدت کے زلزلے کے جھٹکے ✍ 19/ جون: پاکستان: کے پی کے، بلوچستان، ٹیکس فری بجٹ، تنخواہوں میں اضافہ، بلاسود قرضوں کا اعلان، خیبرپختونخوا کے بجٹ کا حجم 1118ارب، بلوچستان کا 584ارب روپے مقرر ✍ 20/ جون: پاکستان: معروف عالمِ دین اور جامع مسجد ایکس بلاک، ڈیفنس لاہور کے خطیب مولانا عمر ابراہیم سجدہ کی حالت میں انتقال کرگئے، خطبہ جمعہ دینے سے قبل مسجد میں ہی وفات پائی، مقامی قبرستان میں سپردخاک۔